

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 6 ستمبر 2013ء بمقابلہ 9 روز یقعدہ 1434ھ بروز ہجرات بوقت شام 4 بجکھ 35 منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر میر جان محمد خان جمالی بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونٹہ میں منعقد ہوا۔

**جناب اسپیکر:** السلام علیکم! please be seated. کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

﴿ پارہ نمبر ۲ سورہ البقرہ آیات نمبر ۵۵ اتا ۱۵ ﴾

**ترجمہ:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑے سے ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میوؤں کے۔ اور خوشخبری دیں اُن صبر کرنے والوں کو کہ جب پہنچیں انکو کچھ مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کامال ہیں، اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں پر عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی، اور وہی ہیں سید ہے راہ پر۔ صدق اللہ العظیم۔

**جناب اپیکر:** بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ -

**حاجی گل محمد خان دمڑ:** پوائنٹ آف آرڈر جناب اپیکر!

**جناب اپیکر:** پوائنٹ آف آرڈر سے پہلے Panel of Chairmen کا اعلان ہو جائے۔ ساری کارروائی ہوگی۔ ہمارے ایوان میں مسلمان بھی ہیں اور عیسائی بھی ہیں۔ میں اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رجحان یہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت حسب ذیل ارکین اسمبلی کو روایہ اجلاس کیلئے Panel of Chairmen کیلئے منتخب کرتا ہوں:-

### چیئرمینوں کا پیشہ

- 1۔ جناب شیخ جعفر خان مندو خیل صاحب۔ 2۔ سردار رضا محمد بڑیج صاحب۔
- 3۔ انجینئر زمرک خان صاحب 4۔ محترمہ راحیلہ حمید خان درانی صاحب۔

اس سے پہلے کہ ایوان کی کارروائی بسم اللہ کریں مولانا صاحب! زلزلے میں وفات پانے والے، پشین bomb blast میں شہید پولیس اہلکاران اور اپریل میں جزل ثناء اللہ نیازی صاحب مع ایک کرنل تو صیف اور لانس نائیک شہید ہوئے، ان سب کیلئے دعاۓ مغفرت کی جائیں۔

(اس مرحلے پر مرحویں کیلئے دعاۓ مغفرت کی گئی)

**جناب اپیکر:** پشاور میں گرجا گھر پر خودکش حملہ ہوا، جسمیں ہماری کرپچن کیمونٹی کی معموم جانوں کا ضیاع ہوا، اُنکے لئے طریقہ کاریہ ہوگا کہ ایک منٹ کھڑے ہو کر خاموشی اختیار کریں۔

(اس مرحلے پر کھڑے ہو کر ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی)

(وقفہ سوالات) مولانا عبدالواسع صاحب! اپنا سوال نمبر 1 دریافت کریں۔

**مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف):** سوال نمبر 1۔

**جناب اپیکر:** سوال نمبر 1 کا جواب موصول نہیں ہوا۔ پھر میں بتاتا ہوں کہ کیا کارروائی کرنی ہے۔ سردار محمد اختر مینگل صاحب سوال نمبر 8۔ on his behalf کوئی بھی ایم پی اے۔ پر پکار سکتا ہے۔ اسکا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔ پھر سردار محمد اختر مینگل صاحب کا سوال نمبر 46، اسکا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔ اُنہی کا سوال ہے 48، اسکا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔ حاجی گل محمد دمڑ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 2 پکاریں۔

**حاجی گل محمد خان دمڑ:** جناب اپیکر! سوال نمبر 2۔ کیا صوبائی وزیر داخلہ اس سوال کا جواب دینا پسند فرمائیں

گے کہ نگران حکومت کے ذریں سخاوی اور زیارت لیویز میں بھرتیاں جو کی گئی ہیں، وہ کتنی ہیں؟ اور جتنی بھرتیاں ہوئی ہیں، براہ کرم ان ملازمین کی مکمل تفصیل دی جائے۔ اسمیں تفصیل تو دی گئی ہے لیکن میرے خیال میں کچھ۔۔۔

**جناب اسپیکر:** سوال کو تو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ ابھی آپ کوئی سخنی ہے؟ اُسی پر بات کریں۔

**حاجی گل محمد خان دمڑ:** میرا سخنی سوال تو یہی ہے کہ یہ list مکمل نہیں ہے۔ اسمیں کافی بندے بھرتی کئے گئے ہیں۔ اور جو میرے Knowledge میں ہے، لیکن اسمیں کم بندے show کئے گئے ہیں، جو اس نے یہاں جواب دیا ہے۔

**جناب اسپیکر:** وزیر موصوف سے جواب لیتے ہیں، زیارت وال صاحب! آپ جواب دینگے؟ بڑی interesting ہے، زیارت وال صاحب! 2003ء کی اسمبلی میں آپ سب سے زیادہ سوالات پوچھتے تھے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** Thank you Mr.Speaker. طریقہ تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ آپ ان سے کہتے کہ آپ اپنا سوال نمبر پکاریں۔ اور پھر مجھ سے کہتے کہ اُسکا جواب۔ بہر حال وہ تو آپ نے چھوڑ دیا۔ سوال کا جواب تو آگیا ہے۔ اسکو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ سخنی سوال اگر ہو؟

**جناب اسپیکر:** اس سلسلے میں سخنی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ نامکمل فہرست ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ نامکمل فہرست ہے جی؟

**حاجی گل محمد خان دمڑ:** کوئی نہیں۔

**جناب اسپیکر:** اگلا سوال میر حمل مکتمل صاحب کا ہے۔ اسکا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔ تو اسکا، کیونکہ تھوڑا سا وقفہ آگیا تھا سوالات بھی نہیں آ رہے تھے۔ سوالات کا طریقہ یہی ہے کہ جب اسمبلی receive کرتی ہے، انکو forward کرتی ہے۔ تو پندرہ دن کے اندر مکملوں نے جواب دینا ہوتا ہے۔ تو انشاء اللہ کا بینہ جب مکمل ہو جائیگی تو جو بھی وزراء ہوں گے، وہ اسکا خیال رکھیں کہ پندرہ دن کے اندر۔ اور جو سوال ہے وہ privilege ہے صوبائی اسمبلی کے ممبر کا۔ اُسکو اُسی طرح ہی اہمیت دیں۔ اور آج کے جو تیریڑی پنچر ہیں وہ کل کی اپوزیشن ہوتی ہیں۔ تو اسی طرح جب سوچ رکھیں گے تو ہم پارلیمانی حساب سے آگے بڑھیں گے۔ ایک اور چیز میں ایوان کو مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ ایوان میں آنے سے پہلے وزیر اعلیٰ خیر پختونخوا کا فون آیا تھا، انہوں نے چیف منسٹر بلوچستان کا پوچھا، تو ڈاکٹر عبدالمالک صاحب نہیں تھے۔ پھر انہوں نے میرے ساتھ بات کی۔

آواران کے زلزے اور ان اضلاع میں جو اموات ہوئی ہیں ان پر افسوس کا اظہار کیا۔ اور انہوں نے کہا اور بتیں اپنی جگہ، فوراً یک ہزار ٹینس، ایک ہزار کمبل اور نیچے ٹینس بھیج رہا ہوں کہ آپ اپنے مصرف میں لائیں۔ یہ اُنکا پیغام تھا آپکے لئے۔ جی زیارتوال صاحب!

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر) :** شکریہ جناب اسپیکر! میں تمام House کی جانب سے، ٹریڑری نیچزا اور اپوزیشن کی جانب سے خیر پختونخوا کے وزیر اعلیٰ، جنہوں نے آپ کو فون کیا ہے۔ اور ہمارے زلزلہ زدگان کی مدد کیلئے سامان بھجوائے ہیں، اُنکا اس ایوان کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اسکے ساتھ ہی سنندھ حکومت نے مدد کی ہے، ادویات بھجوائی ہیں اور دوسرے سامان بھجوائے ہیں۔ اور اسی طرح پنجاب کی حکومت نے کچھ ٹرکیں، کمبل، ٹینس اور دوسری اشیائے ضرورت بھجوائی ہیں۔ قدرتی واقعہ ہے۔ اور انہیں بہت سے لوگوں کی جانوں کا ضیاع ہوا ہے۔ ہم صوبائی حکومت کی حیثیت سے اور یہ پورا ایوان اس پر افسرده، غمزدہ بھی ہے اور ہم متاثرہ خاندانوں کے ساتھ ہیں۔ اور جنہوں نے ہماری مدد کی ہے اُنکے ہم شکر گزار ہیں۔ اور آپکے توسط سے جو world کی ڈومنز ایجنسیاں ہیں۔ اُن سے بھی ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ اس آفت اس مصیبت میں ہمارے غریب صوبے کے عوام کی جو مدد کر سکتے ہیں، ہم اُنکا شکریہ ادا کریں گے۔ اور انکی مدد چاہیں گے۔ thank you

**جناب اسپیکر:** جی سردار اسلام صاحب۔

**سردار محمد اسلام بزنجو:** جناب اسپیکر! قدرتی آفت کے حوالے سے آپ نے دعاۓ مغفرت کروائی۔ زیارتوال صاحب نے، اُن صوبائی حکومتوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے بلوچستان حکومت کی مدد کی۔ لیکن میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اُس شخص کا میں سب سے پہلے شکریہ ادا کروں جو حکومت میں نہیں ہے، ایک فرد ہے، (ملک ریاض صاحب) اُس نے یہاں تک کیا کہ جو ہمارے افراد جاں بحق ہوئے ہیں، اُنکے لئے دو، دو لاکھ روپے کا اعلان کیا ہے۔ اور انہوں نے یہ پیش کی ہے ”کہ اگر وہاں سیکیورٹی کے حوالے سے بندوبست ہوتا تو میں پندرہ دن کے اندر وہاں کے مکانات کو جو نقصانات ہوئے ہیں، اُنکی مرمت کرواتا ہوں“۔ تو میں سمجھتا ہوں سب سے زیادہ بلوچستان حکومت کو، بلوچستان کے عوام کو، ہمیں سب سے پہلے اُس آدمی کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ ویسے پاکستان میں ہزاروں لوگ ایسے ہیں جو ارب پتی ہیں۔ لیکن کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ اس آفت ناگہانی کے موقع پر اس طرح کا اعلان کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے ہم اُسکا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اُمید بھی رکھتے ہیں کہ اُس نے جو وعدہ کیا ہے لوگوں کے گھروں کو بنانے کا، وہ اُسکو پورا کریں گے۔

**جناب اسپیکر:** جی آغا صاحب۔

**آغا سید لیاقت علی:** سردار اسمم صاحب نے جو کچھ فرمایا یہ بالکل درست ہے۔ ملک ریاض صاحب نے ٹھیک کہا ہے۔ لیکن میں انکی اور اس House کی معلومات میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ رات فہد خان جو کراچی چیبئر آف کامرس کا ایک رکن ہے۔ اُس نے مجھے ٹیلیفون کیا تھا ”کہ وہ ان زلزلہ زدگان کی امداد کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ نقد پیسے بھیجیں یا سامان؟“ جس پر میں نے جان محمد بلیدی سے رابطہ کیا۔ انہوں نے کہا ”کہ جی! وہ سامان کی صورت میں مدد کریں“، تو کراچی سے انہوں نے بھی دس ٹرک سامان ڈی سی اٹھل کے پاس بھجوادیے ہیں جو کہ اس وقت وصول بھی ہوئے ہوئے۔ میں اس اسمبلی کے توسط سے فہد خان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور ساتھیوں کا بھی کہ انہوں نے اس مشکل وقت میں زلزلہ زدگان کی امداد کیلئے یہ قدم اٹھایا۔

**جناب اپیکر:** ایک چیز میں آپ سارے ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ مولانا واسع صاحب! ایک منٹ میں اس ایوان کے نوٹس میں آپ کی معلومات کیلئے کچھ لانا چاہتا ہوں۔

**مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف):** جناب اپیکر! اس پر قرارداد ہے، اسکو پیش ہونے دیں۔ جس پر ہر کن اسمبلی اپنے خیالات کا اظہار بھی کریگا۔ اور شکریہ وغیرہ سب کچھ اسی میں آجائیں گے۔ اگر آپ قرارداد کو پیش ہونے دیں۔

**جناب اپیکر:** جی بالکل میں کرتا ہوں، اُس قرارداد کے متعلق آپ کو up-date بھی کرتا ہوں۔ ترک اوڑا ذریبائی جان کے سفراء نے اپنی حکومتوں کے behalf پر، لیکن ہماری صوبائی حکومت نے ابھی تک NDMA کے ذریعے اُن سے امداد طلب نہیں کی۔ ذریعہ جو ہے وفاقی ادارے سے، پھر وہ مانگتا ہے، جب طلب کرتا ہے، تو پھر NDMA کے حوالے وہ چیزیں ہوتی ہیں۔ پھر NDMA وہ چیزیں PDMA کے حوالے کرتی ہے یہ طریقہ کار ہے۔

**سردار عبدالرحمن کھیتران:** پاؤ نٹ آف آرڈر۔

**جناب اپیکر:** جی۔

**سردار عبدالرحمن کھیتران:** اُنہی میں مختلف چینلو پر ہمارے CM صاحب کا لندن سے ایک پر لیں کا نفرنس سمجھیں، میڈیا میں اُس نے ایک بات کی ہے ”کہ جی! بلوچستان کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ اسٹبلشمنٹ، نواب اور سردار ہیں“، تو اس سے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں انکی اپنی پارٹی میں بھی سردار اور نواب موجود ہیں۔ اُنکے ٹریئری پیچر پر پشوٹونخوا میں بھی سردار، نواب اور غمان موجود ہیں۔ اس سے ہمارا استحقاق متروح ہوا ہے۔ اس وقت CM ادھر موجود نہیں ہیں اگر موجود ہوتے تو خود وضاحت کرتے۔

اگر اسکی ٹریزیری پنجرے سے کوئی وضاحت کرنا چاہتا ہے۔

**جناب اپیکر:** let the C.M CM کے حوالے سے ہے۔

**سردار عبدالرحمن کھیڑان:** انکونام لینا چاہئے تھا کہ کون نے سردار، کون سے نواب؟ ہم اپنے علاقے کی ترقی کیلئے اپنے بچوں کا خون دے رہے ہیں۔ تو اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ اور بہت ساری چیزوں ایسی ہیں جو آج میں، چونکہ CM صاحب موجود نہیں ہیں میں ان پر بات نہیں کرنا چاہتا۔ جس دن موجود ہونگے، اُس دن ہم بتائیں گے کہ سردار، نواب کیا کرتے ہیں اور دوسرے کیا کرتے ہیں۔ تو آئیں ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس وقت اگر ٹریزیری پنجرے سے رحیم زیارت وال وضاحت کرنا چاہیں یا کوئی اور؟

**جناب اپیکر:** نہیں، نہیں، CM is not here. CM کے ساتھ ایک میٹنگ کر لیں گے۔ اگر آسمیں آپکی تسلی، تشغیل نہیں ہوئی پھر اگلا قدم۔ ابھی آگے چلتے ہیں۔ جی مصطفیٰ ترین صاحب۔

**سردار غلام مصطفیٰ خان ترین:** جناب اپیکر! مجھے پیشین کے دھماکے کا آپ نے ذکر کیا اور ان کیلئے دعا کروائی۔ جناب والا! میں اس اسمبلی میں بار بار یہ ذکر کرتا چلا آ رہا تھا کہ پیشین ایک خطرناک دشمن ہے اڈہ ہے۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ، بلکہ میں نے چودھری شاہزادے بھی چلتے میں اس بارے میں بات کی اور میں نے G.A. اور وزیر اعلیٰ سے بھی بات کی۔ کہ بھائی! آپ پیشین پر حرم کھائیں۔ یہاں اتنے لوگ جمع ہو رہے ہیں۔ اور میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ کوئی میں اتنے دشمن موجود نہیں ہیں جتنا پیشین میں موجود ہیں۔ یہاں جو target killings ہوتے ہیں، شیعہ سنی کے حوالے سے، پیشین اور کچلاک میں انکے اڈے موجود ہیں۔ اور بڑے افسوس کی بات یہ ہے جناب والا! کہ میں نے G.A. سے خود بات کی ”کہ بھائی! آپ نے پیشین کی ساری پولیس کوئی بھی تھیج دی ہے۔ اور پیشین کو آپ نے دشمن دوں کے حوالے کیا ہے۔ G.A. صاحب ہماری بات کو سننے تک تیار نہیں تھے اسکے بعد۔۔۔۔۔

**جناب اپیکر:** مصطفیٰ ترین صاحب! یہ کارروائی مکمل کر لیں پھر آپ کو اجازت دینے گے آپ اس پر بات کر لیں۔

**سردار غلام مصطفیٰ خان ترین:** ٹھیک ہے۔

**جناب اپیکر:** جعفر خان تو ادھر نہیں ہیں۔ تحریک التوانمبر 1 نہیں ہو گی۔ مولانا واسع صاحب اپنی تحریک التوانمبر 2 پیش کریں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** جناب اپیکر!

**جناب اپیکر:** جی زیارت وال صاحب۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** جو تحریک التوا ہمارے فاضل دوست مولانا واسع صاحب، حاجی گل محمد دمڑ صاحب اور مالک صاحب لائے ہیں، اسکا تعلق صوبائی حکومت سے ہے ہے بارڈر سیکورٹی کے حوالے سے، وہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہماری تحریک التوا کا جو قاعدہ ہے اُسمیں بھی یہ fall نہیں کرتا اور پتا نہیں کس بنیاد پر آپ لوگ اسکو لے آئے ہیں۔ اور اس معاملے پر already مرکزی حکومت نے افغانستان کے نظام الامور کو جوابدہ کیلئے طلب کیا ہے، یہ تمام پریس میں آیا ہے۔ یہ اُنکا معاملہ ہے یہ ہماری صوبائی حکومت یا اس اسمبلی کے دائرة کا ریں نہیں آتا۔ تو میں آپکے توسط سے اُن سے بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ already انکو جوابدہ کے لئے طلب کیا گیا ہے۔ آخر میں مطالبہ یہی ہے۔ تو تحریک التوا پہلے سے بنتی بھی نہیں ہے۔ اور اس تحریک التوا پر already یہ کام جودہ کروانا چاہتے ہیں، وہ ہو چکا ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اسکی ضرورت نہیں ہوگی۔

**جناب اسپیکر:** مولانا واسع صاحب! وہ ہماری وزارت خارجہ نے طلب کیا تھا۔ جی! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

## تحریک التوانمبر 2

**مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف):** تحریک التوا خود یہ بتاتی ہے کہ یہ معاملہ مرکزی حکومت سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم نے خود یہ کہا ہے کہ وہاں کے نظام الامور کو دفتر خارجہ طلب کر کے، ہم نے مرکزی حکومت سے مطالبہ کیا ہوا ہے اس ایوان کے توسط سے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پتا نہیں کہ زیارتوال اسکو کیوں۔ یہ تو صوبے کا ایک متفقہ مسئلہ ہے۔ ہمارے لوگ اُسمیں مرچکے ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر! ہم اسمبلی کے قواعد و انصباط کا راجحہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوا کا نوٹس دیتے ہیں۔ تحریک یہ ہے ”کہ 18 ستمبر 2013ء کو افغان سیکورٹی فورسز نے پاکستان کی سرحدی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاک افغان سرحدی علاقے قمر الدین کاریز، کلی ڈگر میں داخل ہو کر، وہاں کھیتوں میں کام کرنیوالے نہتے شہریوں پر انداھا دھند فائزگ کی۔ جس کے نتیجے میں دلیویز اہلکار سمیت لوون قبیلے سے تعلق رکھنے والے فتح ولد اللہ نور، نور اللہ ولد اللہ نور، ظاہر شاہ ولد عبدالغفور، محمد حلیم ولد عالم مغل، میرداد ولد خدا نیدا اور مولانا فقیر محمد ولد حاجی نور اللہ جان بحق ہوئے۔ افغان سیکورٹی فورسز کی جانب سے ہمیشہ لوون قبیلے سے تعلق رکھنے والے افراد کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ (خبری تراشہ مسلک ہے)۔ اس طرح مسلسل سرحدی خلاف کیوجہ سے پاک افغان تعلقات خراب ہونے کا اندیشہ بھی ہے۔ اسلئے افغان ناظم الامور کو دفتر خارجہ طلب کر کے اس واقعہ کی تحقیقات کرائی

جائے، لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس فوری اہمیت کے حامل گھناؤ نے واقعہ پر بحث کی جائے۔

**جناب اپیکر:** مولانا صاحب! کارروائی تو شروع کر دی ہے یہ دو وفاتی حکومتوں کا مسئلہ ہے۔ اُنکے ناظم الامور کو اسلام آباد طلب کیا گیا ہے۔ اور اُنکے ساتھ protest کیا گیا ہے۔ یہ جو protest کا نام ہوتا ہے، پھر طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جوابداری ہوتی ہے، انکواڑی ہوتی ہے۔ ہاں میں چاہتا ہوں کہ جو ہمارے بلوچستان کے لوگ مارے گئے ہیں، جب تک کہ اسلام آباد معاملات طے کرے، اُنکے لئے صوبائی حکومت معاوضہ کا اعلان کرے۔

**قائد حزب اختلاف:** جناب اپیکر! ہم یہی چاہتے ہیں کیونکہ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ پچھلے سال اگر آپ کو یاد ہو بادینی بارڈر پر بھی اس قسم کا واقعہ ہوا تھا۔ اور اسی طرح چمن بارڈر پر بھی ہوا تھا۔ جناب اپیکر! جب ہندوستان ہمارے بارڈر کے اور ان لوگوں کے تقدس کو پامال کرتا ہے تو ہم احتجاج کرتے ہیں۔ تو جناب اپیکر! اسی طرح ہمارے اسی بارڈر لائن پر اور اسی سرحدی تقدس کا کیوں افغان فورسز خیال نہیں رکھتیں۔ تو جناب اپیکر! ہم اس حوالے سے جو آپ نے یار جمیں زیارت وال نے معلومات دی ہیں، تو ٹھیک ہے۔ اگر انہوں نے ناظم الامور کو طلب کیا ہے، تو ہم یہی کہتے ہیں کیونکہ ہمارے لوگ مرے ہیں۔ تو انکے جان و مال کا تحفظ کرنا اس House اور اس معزز زایوان کا فرض بتتا ہے۔ چاہے وہ باہر کے لوگوں سے ہو یا اندر کے۔ تو اسی حوالے سے اگر مرکزی حکومت نے اقدامات کیے ہیں تو ہم نے تو اسی کیلئے پیش کی ہے۔ لیکن پھر بھی ہم مطمئن نہیں، کیونکہ بادینی بارڈر پر جو واقعہ ہوا تھا اسکا بھی کوئی نتیجہ نہیں نکل سکا۔ اس سے پہلے چمن بارڈر پر ایک واقعہ ہوا تھا اسکا بھی کوئی نتیجہ نہیں نکل سکا۔ اگر وہ اس طرح مسلسل خلاف ورزیاں کرتے رہے۔ اور ہمارے لوگوں کو اس طرح ماریں گے۔ اور انکو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ صرف ہمارے لوگ بلکہ پاکستان اور افغانستان کا میں سمجھتا ہوں کہ یہ تعلق اگر ہندوستان کے ساتھ خراب ہو سکتا ہے۔ تو افغانستان بھی ہمارا ہے۔ کیونکہ ہمیں اپنے لوگوں کا تحفظ چاہے، وہ ہندو کرتا ہے چاہے کوئی مسلمان، پشتون ہوں ہم اسکی مخالفت کرتے ہیں۔ اور ہم اپنے لوگوں کے تحفظ کی ذمہ داری میں حق بجانب ہیں جناب اپیکر۔

**جناب اپیکر:** شکریہ جی۔ زیارت وال صاحب! معاوضہ کا اگر اعلان کریں۔ میں آپ کیلئے آسانی کر رہا ہوں میری بات سن لیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جب تک دو ماں کے درمیان انکواڑی ہو، تعین ہو، ایکشن ہو، اُتنے تک صوبائی حکومت کوئی معاوضہ کا اعلان کر دے اُن لوگوں کیلئے جو مارے گئے ہیں۔ دیکھیں منٹر صاحب کو سن لیتے ہیں۔ اچھا ایک منٹ! جی، سردار کھیتیز ان صاحب کچھا تمیں مزید اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔

**سردار عبدالرحمن کھیتران:** جناب اپنے صاحب! میں آئیں کچھ addition کرنا چاہ رہا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ جیسے رحیم زیارت وال صاحب نے کہا کہ جی! یہ جو ہے مرکزی حکومت سے اور دو ملکوں کا سوال ہے۔ میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے پھر میں آئیں کچھ addition بھی کرنا چاہتا ہوں۔ میں ٹریشری پیپر سے گزارش کروں گا کہ ایک آدمی ہمارے گھر میں آ کے ہمیں مارتا ہے۔ تو کیا ہمیں رونے کا حق بھی نہیں ہے؟ یہ چھوٹا سا سوال ہے۔ دوسری گزارش یہ ہے جناب اپنے صاحب! یہ غالباً بارڈر کی خلاف ورزی نہیں۔ میرا ایک دوست اُس طرف بیٹھا ہے شاید وہ بھی اس پر کچھ بات کرنا چاہے گا۔ یہ افغانستان کی مداخلت ہمیشہ سے ہمارے ایریا میں ہوتی ہے۔ کچھ دشمنوں کو انہوں نے پناہ دی ہوتی ہے۔ جو ہمارے علاقے میں آ کے ہماری تنصیبات کو اڑاتے ہیں۔ ہمارے تیل اور ہماری گیس کی پانپ لائنوں کو اڑاتے ہیں۔ یہ سارا جو کھیل ہے یہ افغانستان سے کھیلا جا رہا ہے۔ تو میں گزارش یہ کروں گا کہ آئیں میرا علاقہ، ڈیرہ بگٹی اور کوہلو کا علاقہ زیادہ affective ہے۔ ہم آئیں متاثر ہوئے ہیں۔ معاوضے کا تو ٹریشری پیپر کریں گے۔ آئیں اگر یہ addition ہو جائے کہ وہاں سے دشمنوں آ کے ہمارے علاقے میں دشمنوں کی کرتے ہیں۔ انکی روک تھام کیلئے بھی مرکزی حکومت اور افغان حکومت سے بات کریں۔ یہ جو بارڈر پر لوگ شہید ہوئے ہیں۔ اسی طریقے سے ہمارے علاقے میں لوگ شہید ہو رہے ہیں۔ بارودی سرنگیں بچھائی جاتی ہیں۔ target killings کی جاتی ہیں۔ ان سب کی پشت پناہی افغانستان سے ہوتی ہے۔

**جناب اپنے صاحب!** ایسے کریں ناں آپ، ایک resolution کیوں نہیں لے آتے ہیں۔ resolution منافقہ طور پر ایوان سے جائے اسلام آباد کہ ہم اسلام آباد کو focus کریں کہ جی! آپ ان

چیزوں پر ۔۔۔

**سردار عبدالرحمن کھیتران:** اسکو resolution کی صورت میں بھی لے آئیں گے۔ میں نے کہا آئیں چونکہ اس وقت ۔۔۔

**جناب اپنے صاحب!** جو resolution ہو گی وہ اسلام آباد جائیگی ناں It is a matter between two States, not between Balochistan and Sindh.

**سردار عبدالرحمن کھیتران:** ہمارا ایک message مرکزی حکومت کو چلا جائے۔ کہ ہمارے ساتھ بھی یہ ظلم ہوا ہے، صرف بارڈر پر نہیں ہے مطلب بادینی پر یا جہاں انہوں نے کیا ہے یا اس طریقے سے پیشیں میں آ کے کی ہے جس میں ہماری فورسز کے پانچ بندے شہید ہو گئے ہیں اور تین زخمی ہیں۔ جو گاڑی اڑاتی ہے دو دن

پہلے۔ تو یہ وہاں ہمارے ساتھ بھی کر رہے ہیں۔ اب اس وقت میرے علاقے میں تیل اور گیس کی کھدائی ہو رہی ہے، ہر تیسرا دن را کٹ آتے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** سردار صاحب! آپ ایک resolution لے آئیں نا۔ تمیں adjournment motion نہیں resolution ہو گی۔ ایوان اسکواسلام آباد بھیج گا کہ بلوچستان کے ایوان کے یہ احساسات ہیں۔ ایک منٹ! مفتی گلاب صاحب کو موقع دیتے ہیں۔

**مفتی گلاب خان کا کڑ:** شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جو پانچ یا چھ بندے لوون میں شہید ہو چکے ہیں۔ وہاں قمر الدین کاریز میں میں خود فاتحہ خوانی کے لئے گیا ہوں۔ وہاں کی صورتحال یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ بارڈر سے چھ سات کلومیٹر اندر آ کر انہوں نے ان بندوں کو شہید کیا ہے۔ اور وہاں F.C کی چوکیاں بھی بنی ہوئی ہیں۔ اُنکے سامنے 45 منٹ تک گاڑیاں آ کر انکو ایسے وحشیانہ طریقے سے شہید کیا گیا ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ اُنکے ساتھ عورتیں بھی تھیں۔ جب انہوں نے ان گاڑیوں کو دیکھا ہے۔ تو یہ جو شہید ہو چکے ہیں وہ دو مرد اور ایک عورت ایک موڑ سائیکل پر بیٹھ کر بھاگ رہے تھے۔ انہوں نے ان کا پیچھا کر کے ان کو بکتر بند گاڑیوں کے ذریعے روندلا لاتھا۔ پھر بعد میں سکیل سے اُنکے سروں پر گولی مار دی گئی تھیں۔ اور اُنکے رشتہ دار اُنکے سر کی ہڈیاں ریت سے اکٹھے کئے تھے اُنکا کیا حال ہو گا۔ اُنکے جو معمتیریں ہیں، انہوں نے C.M صاحب کے نام پر ایک درخواست لکھ کر کے مجھے دی کہ آپ یہ براہ راست M.C صاحب کے حوالے کریں۔ اور C.M صاحب ان شہداء اور زخمیوں کے لئے معاوضہ کا بھی اعلان کریں۔ اور فورسز کی چوکیاں پاکستان کی سرحد سے چھ سات کلومیٹر اُس طرف ہیں۔ تو اُنکا مطالبہ یہ ہے کہ یہ جو فورسز کی چوکیاں ہیں، یہ کم از کم ہماری اپنی ہی سرحد پر بنائی جائیں۔ اُسی پر جب یہ چوکیاں بنیں گی تو اس طرح کا حملہ نہیں ہو سکتا۔ اور افغانستان کے لوگ ہمارے جو پاکستان کی سرزی میں ہے، یہاں آ کر رہتے ہیں۔ اُنکی وجہ سے ہمیشہ ہمارے اوپر یہ لوگ حملہ کرتے ہیں۔ کسی کو شہید کرتے ہیں کسی کو اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ تو وزیر اعلیٰ صاحب سے اُنکی request یہ ہے کہ وہ ان بندوں کو پاکستان کے بارڈر سے cross کرائیں۔ پھر ایسے خطرات ایسے حملے ہم پر نہیں ہو سکتے۔

شکریہ جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:** اچھا! آپ نے جو مسئلہ اٹھایا ہے، اُس پوزر اعلیٰ بلوچستان نے ثوب والے معاملے پر اپنے رد عمل کا اظہار کر کے اسکو condemn کیا ہے۔ اسی طرح اخبارات میں بھی آچکا ہے۔ اور ہمارے گورنر صاحب نے بھی اسکو condemn کیا ہے۔ اور اسلام آباد نے جو action لیا ہے، وہ طریقہ جو سفارتکاری

ہوتی ہے، دو ممالک کے درمیان، وہ اختیار کیا ہے۔ جی زیارت وال صاحب۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** جو ہوا ہے اسکو سب نے condemn بھی کیا ہے۔ وزارت خارجہ نے انکو طلب بھی کیا ہے۔ جو اُنکے درمیان ہوا ہے، دو states ہیں۔ یہ معاملہ آپ آج اس اسمبلی میں کس بنیاد پر لے آئے ہیں؟ یہ تحریک التوا کیسے بن سکتی ہے؟ آپ کے پاس اپنے rules ہیں۔ اگر ہم اتنے نالائق ہیں کہ اپنے rules کو نہیں پڑھ سکتے۔ اور ایک چیز جو طے ہوئی ہے، لے آئے ہیں۔۔۔ (مداخلت) میں بول رہا ہوں بابا! میں اپنیکر صاحب سے مخاطب ہوں۔۔۔ (مداخلت-شور)

**جناب اپنیکر:** زیارت وال صاحب! اس طریقے سے نہیں لیتے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** ہمارا سکے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ not at all آج کی یہ تحریک التوا اُنکی بنتی ہی نہیں ہے۔ یہ تحریک التوا قانونی طور پر، ریاستی ہمارا بارڈر ہے۔ اور بارڈر کا تعلق ہماری صوبائی گورنمنٹ سے نہیں یہ مرکزی حکومت کا معاملہ ہے۔ ایک حکومت نے اسکو بُلایا ہے۔ جناب! میں آپ سے کہتا ہوں ہماری وزارت داخلہ ہے وزارت خارجہ نہیں۔ میں کس سے مطالبہ کروں کہ یہ کام کیوں ہوا ہے؟ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ بات یہ ہے میں rules کی بات کرتا ہوں۔ یہ ہیں کہ جس چیز کا ہمارے صوبے سے تعلق ہو، کوئی آدمی متاثر ہوا ہو۔ جسمیں ہماری purview بنتی ہو۔ ہم اُس پر بات کر سکتے ہیں۔۔۔

(مداخلت-شور)

**جناب اپنیکر:** آپ لوگ easy رہیں، نہیں نہیں ہونے دیں نا انکو، کہنے دیں۔ کھیت ان صاحب انکو floor دیا ہوا ہے نا۔ دو منٹ صبر کریں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** آپ اس پر بات کریں گے، جس معاملے کا تعلق ہمارے صوبے ہماری اسمبلی اور ہماری گورنمنٹ سے نہ ہو۔ اس معاملے پر بات کرنا جناب اپنیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ یہ خواخواہ آپ لیکر آئے ہیں۔ اسکا ہمارے ساتھ تعلق ہی نہیں تھا۔ گورنر اور وزیر اعلیٰ نے بھی اُسکی مذمت کی ہے۔ وزارت خارجہ نے اُنکے ناظم الامر کو اسلام آباد طلب کیا ہے۔ انکو پکڑ دوایا ہے۔ جو اُنکا احتجاج تھا وہ بھی ہو چکا ہے۔ ابھی یہاں اسکو لانے کی ضرورت نہیں۔ اور تحریک التوا وہ ہوتی ہے جس پر کوئی بحث نہ ہوئی ہونے اس معاملے کو کسی نے اٹھایا ہونہ اُس پر action ہوا ہو۔ تو اسکو آپ قاعدہ 70 کے تحت اسمبلی floor پر لاسکتے ہیں۔ چونکہ یہ بنتی ہی نہیں ہے۔ اور آپ نے انکو جائزت دی ہے۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ یہ رے سے تحریک التوا نہیں ہے۔ اس کو آپ نہ نشادیں اسکو ختم کریں۔ اسکا تعلق ہماری اسمبلی سے ہے نہ ہمارے صوبے سے۔

جناب اپیکر: ok. جی let's move ahead. (مداخلات) نہیں وہ کہتے ہیں ہے۔ معاوضہ وہ دیسے ہی دے رہے ہیں۔ آپ اس بحث میں نہ پڑھائیں نا۔ اب اسم اللہ کرتے ہیں، ایک مہینے کے بعد بھرے ہوئے واپس آتے ہیں۔ پھر سارے آکے وہ بھڑاس ادھرن کلتے ہیں۔ thank you جی، بیٹھیں please (مداخلت شور) سردار صاحب! بیٹھ جائیں let's go ahead. جی، جی خیر ہے بیٹھیں please (مداخلت شور) زیارت وال صاحب! آپ تشریف رکھیں please، مولانا صاحب! جی please (مداخلت شور) تشریف رکھیں (مداخلت شور) جی، جی۔ وہ ٹھیک ہے زیارت وال صاحب تشریف رکھیں please۔ وہ دو کتنے علیحدہ ہیں، دمڑ صاحب! please تشریف رکھیں۔ جی بیٹھ جائیں please۔ دمڑ صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ زیارت وال صاحب! تشریف رکھیں۔ بہت چیزیں ہیں، غلطی کی بات اس وقت نہیں ہوگی اگر کریں، آپ بیٹھ جائیں۔ دو چیزیں، ایک ہے Between two States. دوسری ہے۔ The people who were died, they - Your people who were died. have to be compensated by the Provincial Government till the لیکن حکومت کی ثبت یقین matter is settled with the Afghan Government. دہانی پر تحریک اتنا نمائی جاتی ہے کیونکہ یقین دہانی کرادی گئی ہے۔ thank you جی let's move ahead. ہاں جی! (مداخلت شور) نہیں جی اس پر نہیں کریں۔ تھوڑے تھوڑے مزے سے، بیٹھ جائیں please (مداخلت ماہیک بند شور) آپ بیٹھ جائیں نا، بیٹھ جائیں نا۔ زمرک خان! یا، بھائیں نا، بیٹھ جائیں بس۔ آگے بڑھتے ہیں جی۔ آئیں ہم اس ہجوم سے نکلتے ہیں نا۔ منظور کا کڑ صاحب! پشتو نخوا اور جمعیت سے آگے بھی بڑھنا ہے یا نہیں؟ بیٹھیں۔ جی! جناب ولیم جان برکت صاحب! اپنی تحریک move کریں۔ نہیں بی بی! معاف کریں اس وقت point of order نہیں دونگا، ہم آگے چلتے ہیں۔ point of order the completion of Agenda.

### مشترکہ مذمتی قرارداد

جناب ولیم جان برکت: ”ہرگاہ کہ 22 نومبر 2013ء کو آل سینیٹس چرچ، پشاور میں تقریباً چھ سو کے قریب مرد، خواتین اور بچے عبادت میں مصروف تھے۔ کہ چرچ کے کوہاٹ گیٹ پر دونوں کوش حملے کئے گئے۔ جس کے نتیجے

میں 81 سے زائد افراد جاں بحق اور 146 زخمی ہوئے۔ جن میں 34 خواتین اور 7 بچے شامل بھی ہیں۔ جو 66 سالہ ملکی تاریخ میں غیر مسلم پاکستانیوں کے ساتھ پیش آئیوا لای سب سے بڑا المناک سانحہ ہے۔ جو قانون نافذ کرنے والے اداروں کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے، لہذا یہ ایوان مذکورہ سانحہ کی ناصرف پر زور مذمت کرتا ہے بلکہ وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ اس گھناؤ نے سانحہ میں ملوث ملزم ان کو گرفتار کر کے کیفر کر دارتک پہنچائے۔ شکریہ اپیکر صاحب۔

**جناب اپیکر:** ندمتی ترا را داد پیش ہوئی۔ کیا آپ میں سے کوئی اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟ جو ہینڈری ٹسٹ صاحب۔

**جناب ہینڈری ٹسٹ:** جناب اپیکر صاحب! 22 ستمبر کو پشاور کے چرچ میں پیش آئیوا لے واقعہ کی بلوچستان کے مسح پر زور مذمت کرتے ہیں۔ جس میں تقریباً 81 سے زائد افراد شہید ہوئے اور تقریباً سو سے زیادہ شدید زخمی ہوئے ہیں۔ جن میں سے بعض کی حالت انتہائی نازک ہے۔ پشاور میں رونما ہونیوالا واقعہ ایک ایسا واقعہ ہے جس سے ملک بھر کی فضاسوگوار ہوئی ہے۔ اور اس واقعے میں بہت سے بچوں کے والدین شہید ہو گئے۔ بہت سی بہنوں کے بھائی شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ ہمیں اس بات کے سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ کہ یہ واقعہ KPK حکومت کی انتظامیہ کی انتہائی ناقص پالیسی کی وجہ سے رونما ہوا ہے۔ اگر وہاں کی انتظامیہ اپنے فرائض اور انتظامی امور کو بخوبی سرانجام دیتی تو شاید یہ واقعہ رومنا نہ ہوتا۔ اس ملک کی تعمیر و ترقی میں میسحون نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ آج میں اس floor سے بلوچستان کی تمام سیاسی پارٹیوں، سماجی تنظیموں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس واقعے کی پر زور مذمت کی۔ اور پاکستان کے مسح عوام کیساتھ اظہار تہجیق کا مظاہرہ کیا۔ میں خاص طور پر اپیکر بلوچستان اسمبلی کا، جنہوں نے اس واقعے کے رد عمل میں بلوچستان اسمبلی کے پرچم کو تین دن کیلئے سرگوں کیا۔ مجھے اور ولیم صاحب کو انہوں نے فون کیا۔ اور اس واقعے کے حوالے سے ہم سے افسوس بھی کیا۔ میں انکا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خاص طور پر رحمت بلوچ، سردار رضا محمد بڑھنگ جو ہمارے ساتھ چرچ میں میمور سروں میں شامل ہوئے۔ اور چرچ میں انہوں نے ان شہداء کیلئے عبادت کی۔ اور بعد میں انکی یاد میں چراغاں بھی کیے۔ میں انکا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میرا حکومت سے یہ مطالباً بھی، جو کہ ہماری اپنی حکومت ہے۔ میں حکومت سے یہ بھی کہتا ہوں جیسے سندھ حکومت نے وہاں شہید ہونیوالے لوگوں کو معاوضہ دیا ہے۔ بلوچستان حکومت بھی اُنکے لئے معاوضے کا اعلان کرے۔ شکریہ۔

**جناب اپیکر:** شکریہ۔ سنتوش کمار صاحب! آپ بھی mover ہیں۔

**جناب سنتو ش کمار:** جناب اپیکر صاحب! thank you جناب اپیکر! اس واقعے کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے، جس طرح اس واقعے کو، جس time کا انتخاب کیا گیا، اس time ہمارے وزیر اعظم صاحب جز اس اسمبلی سے خطاب کرنے جا رہے تھے۔ جیسے ہمارے وزیر داخلہ چودھری نثار صاحب نے کہا ”کہ ہم اس ہاتھ کو ڈھونڈ دیں گے، اس تک پہنچیں گے“، ہمیں امید ہے انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ پہلے جیسے China کے پرائم فنڈر کا tour تھا۔ تو Chinese کوہ پیاڑوں کو مارا گیا۔ پھر یہ بے گناہ اقلیتوں کا خون بھایا گیا۔ اس کا کیا تاثر دیا گیا ہے۔ اس سے ملک کی بدنامی ہوئی ہے۔ اور ہماری یہی گزارش ہے کہ آئندہ ایسے واقعات کی روک تھام کیلئے، کوئی بھی صوبائی حکومت ہو۔ اور خاص کر میں لوچستان حکومت کی بات کروں۔ جس دن یہ واقعہ ہوا اُس دن میری نیم لہڑی صاحب اور CCPO صاحب سے بات ہوئی۔ انہوں نے especially orders کے تھے کہ اقلیتوں کی عبادت کا ہوں پر full-security مہیا کی جائے۔ اور انہوں نے ہمیشہ کہا ”کہ بھئی! جیسے ہم کرتے ہیں، اس دفعہ بھی انشاء اللہ ہمارے چاک و چوبندستے وہاں موجود رہیں گے۔“ جس طرح KPK حکومت نے پہنچنے میں اتنی دیر لگادی کیونکہ جناب! جو کہتے ہیں ”کہ ANP وہاں ختم ہو چکی ہے۔“ اُنکے جو اپنے وزیر اطلاعات تھے، جن کا بیٹا بھی شہید ہو گیا۔ وہ وہاں پہنچ چکے تھے۔ لیکن گورنمنٹ وہاں late پہنچی۔ اسکی بھی ہم مذمت کرتے ہیں۔ جناب اپیکر! اور ہماری ایک درخواست ہے اس ایوان کے through کے ایوان اس قرارداد کو منظور کرے اور اسکی مذمت کرے۔ اور وفاقی حکومت سے مطالہ کرے کہ وہ اُس ہاتھ تک پہنچے اور یہ تمام حقائق عوام کے سامنے لائے جائیں۔ شکریہ۔

**جناب اپیکر:** شکریہ جی۔ سوال یہ ہے کہ مذمتی قرارداد منظور کی جائے؟ آپ کچھ کہنا چاہیے زیارت وال صاحب؟ نہیں، وہ اصل میں movers نے ہی کہنا ہے نا۔ movers نے move کر دیا ہے۔ آپ کی اگلی ہے آواران پر ہے۔ یہ آپ سے پہلے کراچے تھے۔ اسکے بعد آواران پر آئیں گے۔ جی زیارت وال صاحب! گورنمنٹ کی پوزیشن آپ بتا دیں۔ آپ اس قرارداد کو support کر رہے ہیں؟

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** جناب اپیکر! بالکل support کر رہا ہوں۔ اور اُسمیں دلائل بھی رکھتا ہوں۔ جناب اپیکر! جو قرارداد اس وقت House میں پیش ہوئی ہے۔ یہ قرارداد بینیادی طور پر ہمارے معاشرے، ہمارے ملک کیلئے، جو واقعہ ہوا یہ نیک شگون نہیں تھا۔ اور اس واقعے میں جو بیگناہ لوگ مارے گئے اُنکے ساتھ ہم دلی ہمدردی رکھتے ہیں۔ اور یہ اس ملک کے رہنے والے ہیں۔ لوگوں کے مذاہب اگرچہ علیحدہ ہیں۔ دنیا میں بھی رہے ہیں، یہاں بھی رہے ہیں۔ جناب اپیکر! میرے خیال میں اگر یہ معاملات ہم اسی

طریقے سے لیتے رہیں تو امریکہ، لندن، اٹلی اور دنیا میں جہاں مسلمانوں کی ہزاروں مسجدیں ہیں۔ اور اگر یہ معاملات اس طریقے سے شروع ہو جاتے ہیں۔ تو ہمارے وہ مسلمان بھائی جو اس ملک کے ہوں یادِ دنیا کے کسی کونے سے وہاں آئے ہوں، انکا عقیدہ ہو ختمِ نبوت پر، قرآن مجید پر اور آخری پیغمبر ﷺ پر۔ تو جناب اپسیکر! اُنکے ساتھ پھر کیا ہوگا۔ ہم یہاں اس معاملے کو اس طریقے سے نہیں لیتے ہیں کہ چند مسیحیوں کو وہاں مارا گیا ہے۔ ہم اس واقعے کو اس تناظر میں لیتے ہیں۔ اسلام ایک ایسا دین نہیں ہے۔ اسلام بہت وسیع اور خود حضرت ﷺ نے اپنے آخری خطبے میں کہا تھا ”کہاں کو گورے پا اور گورے کو کالے پر کوئی برتری حاصل نہیں“۔ نمبر دو اسلام خود یہ کہتا ہے اور خداوند تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ ”میری سرز میں پر اگر کسی انسان کا، مسلمان کا نہیں کہا ہے۔ انسان کا قتل ہو جائے۔ میں اسکو پوری انسانیت کا قتل سمجھتا ہوں“۔ تو خدا بھی اس پر اتنا ناراض ہو جاتا ہے۔ پھر صلح حدیبیہ میں جناب اپسیکر! حضرت ﷺ آئے۔ اور وہاں مزاحمت ہوئی۔ جس وقت وہ صلح حدیبیہ کر رہے تھے۔ صحابی جو محمد ﷺ کو کتنے عزیز تھے۔ اور خود محمد ﷺ کو لوکتنا عزیز تھا۔ صلح حدیبیہ کے بعد ہمارے اُن صحابہ کرام نے انکار کر دیا کہ یہ اسلامی، انسانی اور عربی روایات کے خلاف معاملہ ہے۔ اور محمد ﷺ نے وہیں جو کرنا تھا وہ حج کیلئے آئے تھے۔

**مفتی گلاب خان کا کڑ:** جناب اپسیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب اپسیکر:** بات تو کرنے دیں نا۔

**مفتی گلاب خان کا کڑ:** جناب اپسیکر صاحب! اسلام کی غلط ترجمانی کر رہے ہیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** نہیں، نہیں، غلط ترجمانی نہیں کر رہا۔

**جناب اپسیکر:** وہ درست کرالیں گے نا۔

**مفتی گلاب خان کا کڑ:** جناب اپسیکر! صحابہ کرام نے اُس وقت یہی کہا تھا کہ اسلام بُلدی کیلئے آیا ہے مغلوب ہونے کیلئے نہیں۔ یہ غلط ترجمانی کر رہا ہے جناب اپسیکر!

**جناب اپسیکر:** جی آپ نے وہ درست کرنا ہے۔

**مفتی گلاب خان کا کڑ:** جناب اپسیکر! صحابہ اکرم کے بارے میں اس طرح غلط ترجمانی ہم کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** صلح حدیبیہ قرآن مجید میں ہے۔

**مفتی گلاب خان کا کڑ:** پہلے سیکھ لیں پھر صحابہ اکرم کے بارے میں بولیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** جناب اپسیکر! میں اسلام گلاب خان سے نہیں سیکھتا ہوں۔

**جناب اپسیکر:** ابھی آپ اس بحث میں پڑ جائیں گے۔

**مفتش گلاب خان کا کڑ:** جناب اپسیکر صاحب! جب انکو پتا نہیں تو اس طرح ترجمانی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** میں گلاب خان سے اسلام نہیں سیکھتا۔ ایک چیز اگر غلط ہوئی جس عالم کے پاس جائیں گے میں یہ کہتا ہوں۔۔۔۔۔

**جناب اپسیکر:** جی، جی آپ اسکو میں تو پھر قرارداد کو House کے سامنے رکھیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** میں یہ کہتا ہوں کہ اُس وقت اس پر اختلاف بھی ہوا تھا۔ لیکن جو کچھ ہوا صلح حدیبیہ میں ہوا۔ اور اسکے نتیجے میں اگلے سال فتح مکہ ہوا۔

**جناب طاہر محمود خان:** جناب اپسیکر! بعد میں اس پر بات کریں گے، باہر BDA کے کچھ ملازمین چار بجے سے بیٹھے ہوئے ہیں، خدا کیلئے انکی بھی کچھ سن لیں جی۔ یہ معاملات تو ہو جائیں گے۔

**جناب اپسیکر:** قرارداد کے بعد پھر آپ کو صحیح ہیں۔

**جناب طاہر محمود خان:** BDA کے ملازمین باہر دھرنے میں بیٹھے ہوئے ہیں انکو بھی سُن لیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** طاہر صاحب! بیٹھیں۔ میں یہاں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب اپسیکر:** جی، جی ہاں قرارداد منظور ہو جائے پھر صحیح ہیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** جب مکہ معظمہ فتح ہوا۔ ابوسفیان اسوقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا،

آ کر محمد ﷺ کے سامنے پیش ہو کر ہاتھ اور پر کیا "کہ میں surrender ہوں"۔ اس کے بعد محمد ﷺ نے اعلان

کیا کہ "ابوسفیان کا امن کا گھر ہے جو وہاں پناہ لے گا اُسکو پناہ ملے گی"۔ اور اسکے بعد ابوسفیان مسلمان ہوا۔ تو

میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام میں ایسی چیزیں ہیں، روایات ہیں، برداشت کا مادہ ہے۔ ان چیزوں کو اس

طریقے سے پیغمبر اسلام ﷺ نے لایا تھا نہ خدا اس طریقے سے کہہ رہا ہے۔ تو جناب اپسیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں

کہ یہ جو کچھ ہوا یہ ٹھیک نہیں تھا۔ جو کچھ اس ملک میں ہو رہا ہے، یہ سب کے سب ٹھیک نہیں ہیں۔ جو واقعہ ہوا ہے

جس پر ابھی تحریک التولیکار آئے ہیں۔ میں اُسکی بھی ذمۃ کرتا ہوں جناب اپسیکر! یہ ہمارے لوگ ہیں، مارے

گئے ہیں، ہم اُنکے ساتھ ہیں۔ میں صرف اتنی سی بات کر رہا تھا، آپ کو سمجھا رہا تھا کہ خدا را! اس اسمبلی

کو rules کے مطابق چلا میں۔ اور اسکے علاوہ میرا کوئی مقصد نہیں تھا۔ میں اس قرارداد کے حق میں ہوں۔

یہ قرارداد منظور ہو۔ اور ہمارے ساتھ جو اقلیتی برادری ہیں۔ ہماری روایات کے مطابق، ہم نے بھی، ملک کے رہنے والوں کی حیثیت سے بھی اور پشتونوں کی حیثیت سے بھی ان پر کبھی بھی ہاتھ نہیں اٹھایا ہے بلکہ انکو حفظ دیا ہے۔ جو بھی رہنے والے ہیں جہاں کے بھی رہنے والے ہیں۔ جو بھی اقلیت ہیں۔ ہم نے انکا تحفظ کیا ہے۔ بھلے ہمیں اس اخلاق کا مظاہرہ کرنا ہے انکو اسلام کی دعوت دیں۔ انکو مسلمان بنائیں۔ انکو اسلام میں شامل کریں، یہ اور بات ہے۔ لیکن انکو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جو بھی مذہب اختیار کریں یا جس مذہب کے بھی پیروکار ہوں۔ تو اس بیان پر جو واقعہ ہوا تھا اسی میں واقعًا internationally ہمیں پاکستان کی حیثیت سے، ملک کی حیثیت سے اس پر ہماری سبکی ہوئی تھی۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات کی روک تھام ہو۔ اور خصوصاً ہمارے مسلمان بھائی جو مسجدوں میں، امام بارگاہوں میں، قبرستانوں میں اور اسکے علاوہ جرگوں میں ماریں گے ہیں۔ یہ تمام واقعات، ایک کو بھی ہم ٹھیک نہیں سمجھتے۔ اور نہیں ہونا چاہیے۔ انسان میں برداشت کا مادہ ہونا چاہیے۔ نظریات کو بندوق کے طور پر دوسروں پر مسلط کرنا، یہ ٹھیک نہیں ہے۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ جی۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** آپکے توسط سے میں پورے ایوان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس قرارداد کو منظور کریں۔ اور جو جو لوگ اس واقعے میں ملوث ہیں، ہم انکی ذمہ کرتے ہیں اور یہ ذمہ کے طور پر بھی ہو۔ اور عالمی برادری کو یہ یقین دلاتے ہیں۔ ہم انسانی حقوق کے علمبردار ہیں۔ اور ہر انسان کا ہم بلا رنگ نسل، زبان اور مذہب احترام کرتے ہیں اور احترام رکھتے ہیں۔ اور آئندہ بھی احترام کریں گے۔ تو یہ ہماری گزارشات تھیں۔ Thank you

**جناب اسپیکر:** سوال یہ ہے کہ آیا مدتی قرارداد کو منظور کیا جائے۔ نہیں بحث نہیں ہونی ہے منظور کرنا ہے۔ جو محکین ہیں انہوں نے بولتا ہے۔ یہ ایوان نے منظور یا ناممنظور کرنا ہے۔ جی منظور ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ منظور ہوئی جی۔ ڈیک بجائے گئے) ابھی وہ جو BDA کے بارے میں فرمند ہیں، ایک پختنخوا الائچی جائے نا، BDA کی وزارت انکو بھی ملنے لگی ہے۔ نماز رواہوگئی ہے، سوا پانچ بجے ہے۔ انشاء اللہ ابھی مغرب کے وقت ہونگے۔ نماز کے نام پر پھر بیس منٹ وقفہ ہوگا۔ اچھا جی۔ اگلی قرارداد پر آئیں۔ مولا ن عبدالواسع! اگلی قرارداد پر آئیں۔

**مولانا عبدالواسع (قاائد حزب اختلاف):** جناب اسپیکر! آپ نے اسکو اس طرح buildoze کر دیا؟

**جناب اسپیکر:** جی جو movers ہیں انہوں نے بولنا ہوتا ہے۔ آپکی تو ابھی آواران والی آ رہی ہے۔

آپ لوگوں کی move کی ہوئی ہے اسکو پڑھیں جی۔ مولانا واسع صاحب، زمرک خان صاحب، گل محمد صاحب آپ لوگوں نے ایک مشترکہ تعزیتی قرارداد پیش کی ہوئی ہے۔ آپ پڑھیں جی۔ آواران والی قرارداد آپ کی ہے۔

### مشترکہ تعزیتی قرارداد

**مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف):** لِسْمُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ جناب اسپیکر! یہ کہ ”مورخہ 24 ستمبر 2013ء کو پلع آواران سمیت بلوچستان کے مختلف اضلاع میں قیامت خیز زلزلے کے باعث جو مالی اور جانی نقصانات ہوئے ہیں۔ ہم تمام اراکین اسمبلی انکے غم و درد میں برابر کے شریک ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سانحے میں جاں بحق ہونے والوں کو اپنی جواہر رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسمندگان کو صبر جیل اور زخمیوں کو شفا کاملہ عطا فرمائے۔ اور ساتھ ہی ہم مرکزی اور صوبائی حکومت سے مطالبة کرتے ہیں کہ اس سانحے میں جاں بحق ہونے والوں کے لواحقین اور بے سر و سامان لوگوں کی ہر ممکن مالی امداد کی جائے اور زخمیوں کو پوری طبعی امداد فراہم کی جائے۔“

**جناب اسپیکر:** جی! آپ لوگوں میں سے کوئی بولے جی۔

**قائد حزب اختلاف:** اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے۔ (عربی) زمین پر زلزلے اور اسکے ہلانے میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے کہا ہے۔ کہ اس وقت جب میں زمین کو ہلا دوں گا، وہ اپنے اندر سے چیزوں کو نکال دیتی ہے اور ظاہر کرتی ہے۔ جیسے کہ ابھی اس زلزلے میں، اس آیات کے مصدقہ ہمارے سامنے آ گئے ہیں کہ گواہر میں سمندر کے درمیان میں جو پیاری ہے اس سے گیس لکھنا شروع ہو گئی ہے۔ تو جناب اسپیکر! یہ قرآن اور قرآنی تعلیمات نے ہمیں پہلے بتایا ہے کہ اللہ وہ ذات ہے کہ سب کچھ اس کے اختیار میں ہے۔ لیکن یہ انسان کی زندگی میں جو کبھی کبھار اس قسم کے عذاب جب آتے ہیں جناب اسپیکر! یہ اس طرح نہیں ہے کہ خدا خواستہ اللہ ہمارے اوپر ظلم کرتا ہے یا ہماری زندگی اس کو عزیز نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! انسان جب بے راہ اور نافرمان بن جاتے ہیں تو ان پر امتحان اور آزمائش کیلئے اس قسم کے واقعات خود ادار ہوتے ہیں تاکہ انسان اور مسلمان اللہ کی ذات پر یقین رکھ لیں۔ کہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہے اور مصیبت اور خوشحالی اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ تو جناب اسپیکر! یہ ہمارے لئے امتحان اور آزمائش ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ ہمارے اوپر امتحان نہیں لائے۔ کیونکہ ہم اللہ کے امتحان و ابتلائی سکت نہیں رکھتے۔ انسان کمزور ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر! لیکن اگر اللہ نے ان پر لا یا ہے۔ تو پھر اس موقع پر اللہ صبر اور استقامت کی تلقین کرتا ہے۔ کہ صبر اور استقامت سے کام لیں اور اللہ

کی طرف رجوع کریں۔ تو جناب اپنے! ہمارے مسلمان بھائیوں پر، ہمارے لوگوں پر، جن جن اضلاع میں، جن جن علاقوں میں یہ مصیبت نازل ہوتی ہے۔ اور اسکے نتیجے میں جو 328 لوگ وفات پاچے ہیں، اللہ انکی مغفرت فرمائے۔ جناب اپنے! اور اس مصیبت سے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچایا، ہماری یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ ہم اس ابتلاء سے سبق حاصل کر کے اللہ کی طرف رجوع کریں۔ اور ساتھ ہم ان غمزدہ بھائیوں مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کریں۔ کیونکہ ان بیانات میں الصلوٰۃ والسلام کی یہی خصلت تھی کہ جب نبی کریم ﷺ پر وہی نازل ہوتی اور جبراً میں کے آنے کے بعد ان کو بخار اور ان پر خوف طاری ہوتی۔ تو یہ ساری صورتحال حضرت خدیجہؓ کی بیان کرتی ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات کو میرے پاس ایک شخص آیا اور میرے سینے کو دبایا۔ اور میرے سینے آنا شروع ہو گئے اور مجھے بخار ہو گیا۔ یہ ساری بیانات اور خوفناک صورتحال بتادی۔ لیکن خدیجۃؓ کی فرماتی ہیں کہ ”مجھے اللہ کی ذات کی قسم کہ اللہ آپ کو کبھی پریشان نہیں کرتا۔ کیونکہ آپ کے اندر پانچ اس طرح کی خصلتیں ہیں جو براہ راست انسانیت کی خدمت اور اسکی ہمدردی سے تعلق رکھتی ہیں۔ آپ کے اندر صلد رحمی ہے۔ آپ کے اندر ایسا جذبہ ہے کہ بوجہزدہ لوگوں سے، جب اللہ کی آفت کسی انسان پر آ جاتی ہے تو آپ اُس سے وہ بوجہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پیروزگاروں کو روزگار فراہم کرتے ہیں، بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور پیاسوں کو پانی پلاتے ہیں۔ اور جو حق کی باتیں آپ کے سامنے آ جاتی ہیں تو حق کے پلے پر آپ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تو جناب اپنے! نبی کریم ﷺ کی سُست کو زندہ رکھنے کیلئے بلوچستان کے رہنے والے، پاکستان کے رہنے والے، جتنے بھی لوگوں کو اللہ نے اس عذاب سے بچالیا۔ ورنہ اس کے جھنکے ادھر بھی محسوس کیے گئے۔ لیکن یہ اللہ کی مہربانی تھی کہ ہم کوئی کے لوگ اتنی گنجان آبادی کے لوگ، اللہ نے بچالیا ورنہ 7.8 شدت ادھر بھی ریکارڈ کرائی گئی۔ لیکن اسکے باوجود اللہ کے فضل سے کیونکہ کوئی پہلے بھی غرق ہو چکا تھا۔ تو ہم لوگ اللہ کا شکریہ ادا کریں اور ساتھ ساتھ ہم ہر ایک، جس کے پاس جتنے بھی وسائل ہوں، ان بھائیوں اور ان بہنوں کیلئے استعمال کر کے، حکومت ہو، اپوزیشن ہو، عوام ہوں، تاجر ہوں، مخیر حضرات ہوں، جتنے بھی لوگ ہوں، مسلم ہوں، نان مسلم ہوں۔ انسانیت کی بنیاد پر، تو یہ سارے اپنی صلاحیتیں، اللہ نے جو انکو دی ہیں، شکر کی بنیاد پر ایک نعمت کے طور پر ان بھائیوں کو دوائیاں، خوراک اور اُنکی بجائی کیلئے اُنکی مدد کریں۔ تو جناب اپنے! اس قرارداد کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر میں یہ نہیں چاہ رہا کہ ہمارے اندر اس قسم کی بد مزگی ہو، پتا نہیں زیارت وال صاحب کا مزاج کچھ اس طرح ہے کہ وہ ہر معاملے کو اس طرح لے جاتے ہیں کیونکہ آج غم، ڈرد اور افسوس کا دن ہے۔ اس دن پر کم از کم ہمیں یہ ہتھی کا اظہار کرنا چاہیے۔ اور کچھ چیزیں اس طرح ہیں اگر کچھ بندے ہمارے علاقے کے شہید ہو گئے ہیں۔

تو اسکے پاس کیا رولر ہیں کہ، ہم ادھرا پنے لوگوں کیلئے روئیں بھی نہیں اُنکی بات بھی نہ کریں۔ انکو ظالم لوگوں سے نجات دلانے کے لئے آواز بھی نہ اٹھائیں۔ یہ House اسی مقصد کیلئے ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے زیارت والے سے کہ خدارا! اس House کو چلنے دو۔ خاص آج کے موقع پر۔ آج اگر ہم وہی ضد اور عناواد نہ چھوڑیں گے اور ان باقتوں میں پڑ جائیں کہ کیوں ان لوگوں کے لیے آواز اٹھائی گئی ہے تو میں اُنکی مخالفت کروں گا۔ یا وہاں جو ایک کھڑپتی گورنمنٹ ہے اس نے اپنے تمام لوگوں کو امریکہ کے حوالے کر دیا۔ تو ہمارا کیا حشر ہو گا۔ تو انکے تحفظ کے لیے کہ یہ ہمارے لوگ ہیں اور ہم اُنکے لئے غم زدہ ہیں۔ اور آج کا دن تو خالصتاً ایک غم درد اور افسوس کا دن ہے۔ اور اس موقع پر میری تمام دوستوں سے یہی گزارش ہے کہ ہمارا ایک House ہے، ہم ایک گھر کے لوگ ہیں۔ چاہے ان کا تعلق جس پارٹی جس مذہب یا جس قوم سے ہو۔ لیکن ہمارے بھائی انتظار کر رہے ہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے بچے جو در بدر اور بے سرو سامانی کی حالت میں آسمان تلے پڑے ہوئے ہیں۔ وہ ہمارا انتظار کر رہے ہیں کہ ہم اُنکی طرف دیکھیں۔ اور اسی طرح کل بھی میں نے پریس کانفرنس کے ذریعے بھی وہاں جو مزاحمت کا رہا ہے، اُن سے بھی میں نے appeal کی۔ اور چیف منسٹر صاحب نے بھی اسی طرح کی statement جاری کی تھی۔ اور آج اس House کے توسط سے میں اُن بھائیوں سے appeal کرتا ہوں کیونکہ وہاں اپنے بہن، بھائیوں اور بچوں کیلئے، جو لوگ یہاں انکو امام اپنہنچانے کے لیے۔ ہمارے اندر جو کمزوریاں ہیں، جو غفلت ہے، ہم وہ نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی ہمت کرتا ہے تو پھر اسکو پہنچانے دیا جائے۔ تو اس House اور اس ایوان کے توسط سے میری یہی گزارش ہے اور میں اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے، اپنے اپوزیشن کے بھائیوں کی طرف سے ہر قسم کی مدد، اس موقع پر، حکومت، ادارے، NDMA اور PDMA ہیں یا اُنکی جو مدد ہوں، تو ہم اس موقع پر ہر مدد کے لیے تیار ہیں۔ اور اسی طرح میں آج اس House میں اپوزیشن کے دوستوں کی طرف سے ایک ماہ کی تنوادہ دینے کا اعلان کرتا ہوں۔۔۔۔۔

(ڈیک بجائے گئے) تاکہ ہم بھی ان بہن، بھائیوں کے غم اور درد میں شریک ہو جائیں۔ اور ہم نے ان اصلاح میں اپنی جماعت کے لوگوں کو اطلاع دی ہے کہ وہ ہر ضلع میں امدادی کیمپ لگا کریں۔ اور آج اس House کے توسط سے اور آپکے توسط سے بھی میں پورے بلوچستان کے عوام سے یہی request کرتا ہوں کہ ہر چیز سے بالاتر ہو کر ان متأثرین کی مدد کی جائے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:** جی زمرک خان صاحب۔

**انجینئر زمرک خان اچخزی:** بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اسپیکر! میں نے بولنے کی بہت کوشش کی

لیکن موقع نہیں ملا۔ جو عیسائیوں کا واقعہ ہوا ہے یہ کس نے کیا ہے؟ اور یہ جو زلزلہ آیا ہے، یہ تو اللہ کی طرف سے ہوا ہے۔ اُسکی تو آج تک کسی نے ذمہ داری بھی قبول نہیں کی ہے۔ ہم کس پر یہ blame ڈالیں گے کہ یہ کس نے کیا ہے۔ پھر یہاں House میں بحث کرتے ہیں۔ اور اگر ہمارے حلقہ قمر دین میں ہمارا کوئی بھائی مرتا ہے میں اُسکے لیئے یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اُسکو معاوضہ دیا جائے۔ یہ غیر قانونی ہے غیر اخلاقی ہے؟ کوئی تو مجھے بتا دیں۔ ہم منتخب ہو کر یہاں اس لئے آئے ہیں کہ اپنے علاقے کے حقوق اور انکے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے جو نا انسانیاں ہو رہی ہیں اُنکی بات کریں۔ یہ ایک جمہوری حکومت ہے جسے جمہوری طریقے سے چلانا پڑے گا۔ ٹریشوری پیچھز اور اپوزیشن پیچھے دونوں کو ایک دوسرے کو سننا پڑے گا۔ اور جو ہمارے صوبے کے مسئلے ہیں اُنکو ہمیں مشترکہ طور پر حل کرنا ہو گا۔ ہمیں انتقامی کارروائی نہیں کرنی چاہیے اس سے ہم بالکل نفرت کرتے ہیں۔ ہماری پانچ سالہ گورنمنٹ کی کارکردگی دیکھیں بتائیں کہ ہم لوگوں نے اگر کچھ کیا ہے۔ ہم آپ کو بھی پچاس بھی بتا سکتے ہیں میں لکھ کے لایا ہوں۔ لیکن اسکے لیئے جناب اپیکر صاحب! آپ سے time مانگتا ہوں۔

جناب اپیکر صاحب! زلزلہ جو آیا ہے یہ اللہ کی طرف سے آفت ہے، یہ آتے رہتے ہیں۔ شاید ہمارے اعمال ایسے ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ آفت نازل کی۔ میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ جب ہماری گورنمنٹ تھی تو زیارت میں بھی زلزلہ آیا ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اور ہم صحیح سوریے وہاں پہنچے۔ ہمارے پرانے دوست یہاں پہنچے ہوئے ہیں جو گورنمنٹ میں تھے یہ سب وہاں پہنچ ہوئے تھے۔ ہم یہاں تو آواز اُنکے لیئے اٹھا سکتے ہیں کہ ہمیں کیا خدمت کرنی چاہیے۔ ہماری PDMA نے کیا کیا ہے؟ ہمیں کم از کم یہ تفصیل ٹریشوری پیچھے سے کل ملنی چاہیے۔ پرسوں ہمارا اجلاس ہو رہا ہے۔ کتنے ٹینٹ گئے ہوئے ہیں۔ ہم دوسروں کا تو شکریہ ادا کرتے ہیں جیسے ملک ریاض۔ جس طرح سردار اسلام نے کہا کہ بڑی بات ہے کہ کوئی اپنی جائیداد سے کر رہا ہے۔ اگر پختونخوا، پنجاب، سندھ گورنمنٹ نے کیا ہے تو کسی نے اپنی جیب سے نہیں کیا ہے۔ ملک ریاض نے اپنے ایک فنڈ سے کیا ہے اُسکا بھی ہم پر احسان ہے ہم اسکا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن کم از کم ہماری جتنی پارٹیاں ہیں چاہے یہاں اسمبلی میں پیٹھی ہوئی ہیں، چاہے اسمبلی سے باہر ہیں ان سب کو مشترکہ طور پر اس طرف توجہ دینی چاہیے۔ ہم اپنی ایک مہینے کی تاخوا، جس طرح مولانا واسع صاحب نے کہا اُنکے فنڈز میں جمع کرنا ہے۔ یہی ہم کر سکتے ہیں اور جو بھی ہمدردیاں ہم اُنکے ساتھ رکھیں۔ ہم توبہ کریں اُن کیلئے پوری دنیا سے مدد کی اپیل کریں۔ این جی اوز سے دوسری حکومتوں سے۔ اور جو بھی دیں گے ہم اُنکا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ شکریہ جی۔

**جناب اپیکر:** جی گل محمد مژہب صاحب! آپ اسکے mover ہیں۔

**حاجی گل محمد وزیر:** جناب اسپیکر! زلزلے سے سات اضلاع متاثر ہوئے ہیں۔ سب سے زیادہ ضلع آواران متاثر ہوا ہے۔ جس میں 328 افراد ہلاک ہو چکے ہیں اور 500 کے قریب مختلف اضلاع میں لوگ زخمی ہوئے ہیں۔ کئی گاؤں کامل طور پر تباہ ہو گئے ہیں تو اس قدر تی آفت اور اس گھری میں ہمیں صبر اور استقامت کا مظاہرہ کرنا ہو گا اور اللہ سے توبہ استغفار کرنا چاہیئے۔ جہاں تک امداد کا تعلق ہے ہمارے اپوزیشن لیڈر نے تو ایک مہینے کی تنخواہ کا اعلان کر دیا۔ جو ہلاک ہوئے ہیں اُنکے غم میں ہم برابر کے شریک ہیں اور جو زخمی ہیں اُنکے لیے بھی ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو صحت دے۔ پاک فوج اور ایف سی کے جوان تو وہاں امداد کیلئے پہنچ گئے ہیں۔ اور صوبائی حکومتوں کا کوئی خاص میرے خیال میں result سامنے نہیں آیا ہے۔ ہمارے وزیر اعظم صاحب نے اب تک تقریباً 45 کروڑ کا اعلان کیا ہے وہاں تو اربوں روپوں کا نقصان ہوا ہے۔ پچھلی دفعہ جب زیارت میں زلزلہ آیا تو میں نے اپنی جیب سے اپنی ملوں سے تقریباً 49 لاکھ روپے کے سامان بھجوائے تھے۔ ابھی بھی میں دو تین دن میں جا ہوں گا۔ ایک مہینے کی تنخواہ کا تو ہم نے اعلان کر دیا۔ پنجاب تو انشاء اللہ وہاں جو میرے دوست احباب ہیں mills owners ہیں خدا کے فضل سے انشاء اللہ میں کوئی پچاس ساٹھ لاکھ تک کے سامان وہاں سے بھجواؤں گا۔ اور یہ مصیبت صرف ان پر نہیں آئی ہے بلکہ ہماری گورنمنٹ پیپر پر بیٹھے ہوئے اسے کوئی کے تمام ممبر ان اپنی مکمل تعاون کرنا چاہیئے اور جتنے بھی یہاں ممبران اسے میں کوئی سب کو اپنی جیب سے امداد کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ وہاں بے آسرا پڑے ہوئے ہیں وہاں کوئی مکان، ٹینٹ اور دوائیاں نہیں ہیں۔ دوستوں سے گزارش ہے کہ اُنکی بھرپور امداد کی جائے۔

**جناب اسپیکر:** جی سردار اسلام بزنجو صاحب۔

**سردار محمد اسلام بزنجو:** جناب اسپیکر! میں اُنکی حمایت کرتا ہوں جیسے اپوزیشن لیڈر نے فرمایا کہ ایک مہینے کی تنخواہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف اپوزیشن کی نہیں بلکہ ہماری گورنمنٹ پیپر پر بیٹھے ہوئے اسے کوئی کے تمام ممبر ان اپنی ایک مہینے کی تنخواہ اس فنڈ میں دے دیں۔ سرکاری ملازمین بھی گریڈ 17 سے نیچے والے ملازمین اپنی ایک دن کی تنخواہ اور گریڈ 17 سے اُپر والے اپنی دو دن کی تنخواہ دے دیں۔ میں سمجھتا ہوں اس سے کافی پیسہ اکٹھا ہو سکتا ہے۔ بلوچستان کا سب سے پسمندہ ضلع آپ آواران کو کہہ سکتے ہیں۔ وہاں روڈز ہیں نہ بجلی ہے نہ بنیادی سہولتیں، ان چیزوں سے وہ بالکل محروم ہے۔ دُورِ راز علاقے ہیں۔ جو اموات ہوئی ہیں یہ 500 تک بھی جا سکتی ہیں۔ اور زخمی توبے حساب ہیں۔ آواران ڈسٹرکٹ میں میں گیا ہوں ہمارا علاقہ ہے۔ پورے آواران ڈسٹرکٹ میں پرائیویٹ ایک بھی پُنکا گھر نہیں ہے۔ میرا ایک دوست تھا مسٹر حسن صاحب جو کا انتقال ہو چکا ہے

انکے تین کروں کا ایک بیٹھک ہے لیکن پورے ضلع میں سرکاری عمارتوں کے سوا آپکو کوئی پٹا گھر نہیں ملے گا۔ جو حادثہ ہوا ہے وہاں کوئی بھی مکان میرے خیال میں بچا نہیں ہے۔ یا تو زمین بوس ہو چکے ہیں یا وہ اس قابل نہیں رہے کہ ان میں کوئی انسان جاسکے۔ وہاں راشن کی ضرورت ہے لیکن وہاں عوام کے مکانات کو نقصانات پہنچے ہیں اُسکے لیے کچھ کرنا چاہیے راشن وغیرہ تو عارضی چیزیں ہیں۔ ابھی وہاں گرمی ہے لیکن وہاں سردیوں میں کافی سردی پڑتی ہے۔ ابھی دو چار مہینے کے بعد سردیاں شروع ہوں گی وہ لوگ باہر نہیں رہ سکتے۔ ابھی سے ہم نے اگر کوشش کی تو یقیناً انکے مکانات بن جائیں گے اور وہ ان میں رہ سکیں گے۔ اس آفت میں این جی اوز، ایران اور ترکی نے بھی شاید بلوچستان حکومت کو مدد کی پیشکش کی ہے۔ تو خاص کر میں ایک ذکر کروں کہ ایم کیوائیم اور ایڈھی نے وہاں فوری مدد کی ہے۔ ایڈھی کا عملہ بھی پہنچ گیا ہے اور وہاں وہ کام کر رہا ہے۔ جن پارٹیوں نے جن حکومتوں نے جن اداروں نے ان لوگوں کی مدد کی ہے ہم انکے انتہائی مشکور ہیں اور دوسروں سے بھی یہی امید رکھتے ہیں روڈز، بھلی اور گھروں کا بندوبست کیا جائے اچھا ہوگا۔ امداد کا صحیح استعمال کر کے تاکہ انکے ثرات انکملیں میں سمجھتا ہوں کہ ایک بڑی بات ہے مولانا واسع صاحب نے law and order سے متعلق کہا۔ جو ڈسٹرکٹ سب سے زیادہ متاثر ہے، وہ بھی آواران ہے۔ آفت بھی ادھر آئی ہے اور وہاں سب سے زیادہ مزاحمت کار ہیں وہ علاقہ law and order کے حوالے سے بھی خراب ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اور مولانا عبد الواسع صاحب نے جو appeal کی ہے ان سے کہ بھئی اس وقت اس مصیبت کی گھری میں جہاں لاکھوں لوگ ڈربر ہوئے ہیں انکے عزیز واقارب فوت ہو چکے ہیں مال مویشی ختم ہو چکے ہیں مکانات زمین بوس ہو چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسانیت اور مسلمانیت کے حوالے سے وہ جھگڑے جونا راستگیاں ہیں وہ اپنی جگہ لیکن اس وقت ہمیں سب کچھ بھول کر ان لوگوں کی خدمت کرنی چاہیے۔ نہیں تو وہاں کوئی این جی اوز جائیگی نہ وہاں donors جائیں گے۔ جس سے وہ لوگ مزید مشکلات میں مبتلا ہو جائیں گے۔ میں اس اسمبلی اور آپکے توسط سے ان لوگوں سے جو ہمارے ناراض بھائی ہیں ان سے اپیل کرتا ہوں ان سے نزارش کرتا ہوں کہ کم از کم اس مصیبت کی گھری میں law and order کے مسئلے پر وہ تھوڑا احتیاط رکھیں ایسا نہ ہو کہ یہ ڈوزر اور این جی اوز والے واپس چلے جائیں اور متاثرین مزید مشکلات میں پھنس جائیں بہت مہربانی۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ۔ جی! سرفراز بگٹی صاحب۔

**میر سرفراز احمد گٹی:** جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو میں آواران میں اور بلوچستان کے باقی اضلاع میں جو قدرتی آفت آئی ہے۔ ہم اپنے بھائیوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ باقی دوستوں نے بھی بات کی۔

بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری امدادی ٹیکنیکیں ڈاکٹرز وغیرہ جب جاری ہے تھے۔ اور آج ہمارے Disastor Management کے چیزیں جاری ہے تھے۔ انکے ہیلی کا پڑ پر بھی راکٹ مارے گئے اور یہاں اس بات کا بھی بہت دُکھ ہوتا ہے کہ ہم نے دنیا کے کسی کو نے میں آج تک نہیں سنایا کہ ریاستیں اور حکومتیں لوگوں سے اپلین کر رہی ہوں۔ ہمیں اس House کے توسط سے اپنی گورنمنٹ اور اپنی سکیورٹی فورسز کو demoralize نہیں کرنا ہے کہ ہم ان سے اپلین کریں۔ یا تو اول جس طرح ابھی ان بزرگوں نے کہا ہے اپل کر دی ہے۔ اللہ کرے ان اپیلوں پر separatists کوئی سبوتاث activities کرنے ہوگی تاکہ ہم کرتے ہیں تو کم از کم ہمیں اپنی writ of the state کو بہر صورت establish کرنی ہوگی تاکہ ہم باہر کی جو این جی او ز ہیں ہماری گورنمنٹ کے ادارے ہیں بلوچستان کے، فیڈرل گورنمنٹ کے ہیں یا پرانی یو یٹ لوگ ہیں جو آج ان غمزدہ بھائیوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں انکو ہم بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں۔ اور اگر یہی situation ہے تو میرا خیال ہے اپیلوں سے امن نہیں ہوگا۔ امن کے لئے اور especially آج آواران ضلع کیلئے ہمیں اپنی سکیورٹی فورسز اور اپنی حکومت کو یہ back up دینا پڑیگا کہ وہاں جا کر امن قائم کریں اور فوراً ان لوگوں کی امداد میں جو بھی رکاوٹ ڈالتا ہے جو بھی راکٹ مارتا ہے جو بھی کلاشناکوف چلاتا ہے جو بھی violence کرتا ہے انکا سد باب کیا جائے۔ شکریہ جناب اپیکر۔

**جناب اپیکر:** شکریہ۔ جی سردار صالح بھوتانی صاحب۔

**سردار محمد صالح بھوتانی:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اپیکر! جو قرارداد move ہوئی ہے یہ بہت ہی اہم، غمگین اور افسردہ ہے۔ کیونکہ یہ قدرتی آفت تھی جس میں بہت سی ہلاکتیں ہوئیں اور لوگ لقمه اجل بنے۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں جگہ دے اور پسمندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ یہ آفت یقیناً ہماری گناہوں کی سزا ہے ہمیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور ان آفت زدہ لوگوں کی نہیں بڑھ چڑھ کر مدد کرنی چاہیئے۔ اس وقت بدقتی سے ایسی باتیں سننے میں آرہی ہیں کہ جو مخیر حضرات اور حکومتی ادارے ان دکھی لوگوں کی مدد کیلئے وہاں جاتے ہیں تو ان پر حملہ ہوتے ہیں۔ ان پر راکٹ بازی ہوتی ہے۔ سمجھنہیں آرہا ہے کہ ہماری انسانیت کہاں گئی۔ اگر کسی کی کوئی سوچ ہے وہ اپنی سوچ کو آگے لے جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں اسکے لیے پہلے اپنی قوم، اپنے علاقے اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی، محبت، بھائی چارے، اخوت، انسانیت اور اچھا سلوک ان کو اپنے ساتھ ملا کے اُنکی قوت، محبت اور حمایت حاصل کر کے وہ حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس وقت تو ایک ایسی قدرتی آفت آئی ہے یہ ایک موقع ہے کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کی جائے اور اُنکے دُکھ درد میں شریک

ہوں۔ لیکن اُٹھا ایسی رکاوٹیں پیدا کی جا رہی ہیں کہ اُن تک سہولیات نہیں پہنچ سکتیں اور جو نجگے گئے ہیں وہ بھی تڑپ تڑپ کر مر جائیں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں گورنمنٹ کو اور ہمیں ہر ایک کو اپنے طور پر اس پر اپنا ایک کردار ادا کرنا ہوگا۔ تاکہ ہم اُن دُکھی، غزدہ بھائیوں کی جن پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے اُنکی مدد کر سکیں اور اُنکے دُکھ میں شریک ہو سکیں۔ اس لئے میری House کے تمام دوستوں، بھائیوں، مہربانوں سے یہ گزارش ہو گئی چاہے ہم گورنمنٹ side کے ہیں چاہے اپوزیشن کے۔ ہم بیٹھ کے جو law enforcement agencies ہیں انکو اس طرح back up کریں کہ وہاں امن قائم ہو اور ان دُکھی لوگوں کی مدد ہو سکے۔ یا ایک میری مختصر سی گزارش ہے، سمجھنے کیلئے یہ جامع ہے۔ اور اس موقع پر صرف تنخواہ تک نہیں میں اپنی طرف سے اور کچھ میرے جو ذاتی دوست ہیں جنہوں نے مجھے یہ اختیار دیا ہے اور اپنی برادری کی طرف سے میں اس floor پر اعلان کرتا ہوں کہ میں 8 لاکھ روپے کا راشن وغیرہ لیکر Government Agencies through ہوں کہ اُنکو ہم یا احساس دلائیں کہ ہم اور تو کچھ نہیں کر سکتے لیکن کم از کم بھائیوں کیلئے، ہم اُنکے دُکھ میں شریک ہوں تاکہ اُنکو ہم یا احساس دلائیں کہ ہم اور تو کچھ نہیں کر سکتے لیکن کم از کم آپکی اس مشکل گھٹری میں صرف لفاظی نہیں بلکہ عملی طور پر آپکے دُکھ میں ہم برابر کے شریک ہیں۔

**جناب اپیکر:** شکریہ جی۔ حجت مدیا سینٹر صاحبہ۔

**حجت مدیا سینٹر بی بی لہڑی:** جناب اپیکر! جس طرح باقی ارکین نے زلزلہ زدگان کے حوالے سے اپنے دُکھ کا اظہار کیا۔ جیسے مولوی واسع صاحب نے بہت اچھے طریقے سے بات کی۔ مطلب عذاب، قہر اور ان چیزوں کا جو ذکر کر کیا اور قیامت کی نشانیاں بھی ہمیں بتائیں۔ تو میرے خیال میں ہم وہ بقسمت قوم ہیں۔ مجھے نہیں لگتا کہ صور پھونکنے تک شاید ہم realize نہیں کر سکیں کہ واقعی یہ قیامت کی گھٹری ہے جب تک کہ یہ قیامت ہمارے سر کے اوپر نہیں آ جائے۔ تو اس حوالے سے میں سمجھتی ہوں آپ history بھی دیکھ لیں جتنے بھی یہاں آئے ہیں چاہے وہ سیلا بکی صورت میں ہو، چاہے زلزلے کی صورت میں اُسیں کس حد تک مخلصی سے ہم نے لوگوں کو relief دیا ہے اور کس حد تک انسانیت کے اُس بالادر جے کے تحت سوچ کر ہم نے لوگوں کی مدد کی ہے، وہ ہم سب کے سامنے ہیں چاہے وہ آزاد کشمیر والا زلزلہ ہو۔ اُسیں ہم سمجھتے ہیں کہ 40% لوگوں کو relief دینے میں لگے اور 60% وہاں misuse ہوئے ہیں۔ یا یہاں ہم بلوچستان کی context میں دیکھیں۔ 2007ء اور 2010ء اور 2011ء میں نصیر آباد جعفر آباد میں جو flood آیا تھا، یا بھی جو earthquake کی ہم بات کر رہے ہیں تو اُسیں ہم دیکھ لیں تو history ہمیں بتاتی ہے اور یہ سکھاتی ہے۔ ہمیں انسان بنانے کے حوالے سے میرے خیال میں نہ ہب ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکا ہے۔ کیونکہ ہم

مسلمان ہیں اور ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ جتنی انسانیت کے حوالے سے جو valuable ہماری تعلیمات ہیں اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی جو تعلیمات ہیں اور اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور مکمل مذہب ہے۔ وہ اگر ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکا اور آج مطلب یہاں جس طرح سے لوگوں کی ایک بے حسی کی صورتحال ہے۔ اب جتنے واقعات ہوتے ہیں چاہے man made disastors ہوں یا natural disastors ہوں۔

اسمیں اگر ہم سُنْتَہ ہیں کہ جی پانچ لوگ شہید ہوئے ہیں 78 لوگ مارے گئے ہیں۔ یا زلزلے میں 10 ہزار لوگ شہید ہوئے ہیں۔ تو بالکل ہمیں کچھ feel نہیں ہوتا، لگتا ایسے ہے جیسے کہ کچھ ہوا ہی نہیں ہے۔ تو میرے خیال میں جو ظلم اور زیادتی چاہے وہ کسی بھی level پر ہوں۔ اگر آج ہم کہتے ہیں کہ بھی یہ اللہ تعالیٰ کا قبر ہے۔ تو ہم سوچیں کہ یہ قبر کیوں نازل ہوا ہے؟ اسلئے کہ ہم نے ظلم اور زیادتی کی انہما کر دی ہے۔ تو اس وجہ سے مختلف حوالوں سے جو natural disaster ہوئے ہیں وہ ہمارے اوپر نازل ہوئی ہیں۔ اگر ہم ان چیزوں کو سُنْنِیں گے سمجھیں گے اور دیکھیں گے اور ہمارا believe ہوگا کہ یہ مكافاتِ عمل ہے۔ تو پھر میرے خیال میں ساری چیزیں خود بخود ٹھیک ہونا شروع ہو جائیں گی۔ ہر جگہ پر ہر level پر transparency آئیگی۔ corruption خود بخود ختم ہو جائیگی۔ اور ہم ایک دوسرے سے بھائی چارے والا سلوک کریں گے۔ اور لوگ متاثر ہوئے گے چاہے وہ پنجاب کے کسی گوٹھ میں ہوں چاہے وہ بلوچستان میں آواران کے کسی گاؤں میں ہوں۔ چاہے وہ خیبر پختونخوا میں ہوں یا سندھ میں ہوں۔ انسان، انسان ہے۔ وہ اس سے بالاتر ہے کہ وہ پشتوں ہے بلوج ہے عیسائی ہے ہندو ہے، وہ انسان ہے۔ اگر ہم اس چیز کو سوچیں گے میرے خیال میں ہمارے ادارے بھی مختلف مصیبتوں میں بیٹلا ہیں۔ چاہے وہ political ہوں یا قدرتی آفات ہوں انکو اس سے نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ تو آپکا آواران چھوٹا موٹا دینی بن سکتا ہے۔ اتنے زیادہ آپکے وسائل آرہے ہیں۔ انکو capture کرنا اسکو صحیح utilize کرنا اور ایک mechanism develop کرنا۔ ابھی فرض کریں ہم NDMA کے تابع ہیں آپکی independent نہیں ہے۔ جبکہ PDMA approval نہیں دیتی فیصلہ نہیں کرتی، اس وقت تک PDMA کو اختیار نہیں ہے۔ سب سے پہلے میرے خیال میں اس House میں یہ فیصلہ ہونا چاہیے کہ NDMA اور PDMA کا ایک coordination link ہونا ضروری ہے۔ لیکن یہ ہے کہ فیصلے اور اختیارات کے حوالے سے independent IPDMA ایک ادارہ ہو، تب ہم disaster کسی بھی facilitate کو effectively

کر سکیں گے۔ دوسرا یہ کہ ابھی جو ترکی گورنمنٹ نے، وہاں سے جو بھی سامان آئیگا۔ سب سے پہلے یہ کہ آیا ہمارا transparent system اتنا ہے اتنا زیادہ ہم humanitarian basis پر سوچتے ہیں کہ وہ باکل صحیح سلامت NDMA وہ یہاں آپکی PDMA کو دے دے۔ پھر PDMA وہاں جا کے transparently relief لوگوں کو دے۔ ان سارے system کو check کرنے کی ضرورت ہے review کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہاں میں سمجھتی ہوں کہ جو بھی فیصلہ ہوتا ہے مطلب کمیٹی بنائی جائے جو activities کی look after کرے۔ وہ دیکھے کہ کس حد تک چیزیں لوگوں کو پہنچ رہی ہیں تاکہ ہم بہت جلد اور اس معاملے کو جتنا یہ burning issue transparently ہے اس معاملے کو ٹھنڈا ہونے سے پہلے ہم لوگوں کو relief دے سکیں۔ Thank you.

**جناب اپیکر:** Thank you جی۔ اس سے پہلے کہ میں میر خالد لانگو صاحب کو floor دوں۔ عبید اللہ بابت! آپ کو مبارک ہو کہ آپ کا بھائی اور اسکے ساتھی زندہ والپس آگئے ہیں۔ کیسے آئے؟ وہ ہم نماز کے وقفہ کے دوران پوچھیں گے۔ جی میر خالد لانگو صاحب۔

**میر خالد لانگو:** شکریہ جناب اپیکر۔ یہ قرارداد جو پیش ہوئی ہے میں اُسکی ناصرف حمایت کرتا ہوں بلکہ اُسیں ایک ترمیم بھی کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اس کو پورے House کی طرف سے ایک مشترکہ قرارداد سمجھا جائے۔ جناب اپیکر! یہ اللہ پاک کی طرف سے ایک قدرتی آفت زلزلے کی صورت میں آئی ہے۔ تو جو قویں ہوتی ہیں انکو ایسی مشکل، ایسے عذاب، ایسی تکالیف اور ایسی آزمائش میں صبر و تحمل اور اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ چونکہ اس وقت ہمارے ذمہ دار زیارت وال صاحب بیٹھے ہیں۔ میں زیادہ بھی تقریر نہیں کروں گا۔ میں ان سے گزارش کروں گا۔ چونکہ اس وقت ڈاکٹر صاحب نہیں ہیں ذمہ دار وہ ہیں۔ بہت بڑی تباہی ہوئی ہے۔ ابھی تک وہاں سے اطلاعات موصول ہوئی ہیں، اللہ رحم کرے ہزار سے اوپر میرے خیال میں casualties ہو گئی تو اسکے لئے میرے خیال میں صوبائی حکومت میری ایک تجویز ہے کہ اس کیلئے ایک ڈومنز کا نفرنس بلائی جائے۔ غیر ملکی جو مالک ہیں، وہاں کی جو NGOs ہیں ادارے ہیں تاکہ ہمارے ان بھائیوں پر جو مصیبت اور عذاب کا پہاڑ گرا ہے۔ ہم اس مصیبت کی گھٹری میں، اس مشکل گھٹری میں اُنکی ہر ممکن اُنکی زندگی routine کی زندگی کر سکیں۔ جتنی بھی ہماری حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے اُنکو relief دیں۔ میری ہے اُسکو پھر سے ہم normal کر سکیں۔ اس مصیبت کی گھٹری میں اُنکی ہر ممکن اُنکی زندگی routine کی زندگی کر سکیں۔ اس مصیبت کی گھٹری میں اس مشکل گھٹری میں اُنکو relief دیں۔ میری ایک اور گزارش ہے جیسے میں نے پہلے کہا کہ آزمائش کے ایسے موقع آتے ہیں انکو points scorings میں نہ لیا جائے۔ یا تقید برائے تقید نہیں۔ اس پر ہمیں اتحاد اور اتفاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ تو میں اسی طرح بنتی

ہیں۔ قوموں کی تاریخ اسی طرح بنتی ہے۔ اور اس طرح مشکل کی گھری میں ایسی مصیبت کی گھری میں یہ سمجھا ہوں۔ تو اپوزیشن کا جو کردار ہے، حضرت میشے ہیں، میں اسکو سراہتا ہوں کہ جس طرح وہ اس House کو چلانے میں، وہ اپنا تجربہ بروئے کارلاتے ہوئے خاص کرزاز لے کے حوالے سے جو انکی طرف سے قرارداد آئی ہے میں انکو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جیسے میرے دوستوں نے کہا کہ اس House میں پانہیں، ہم تو نئے آئے ہیں، House میں یہ اعلان کرنا چاہیے یا نہیں۔ ویسے دوستوں نے کیا تو میں بھی کرتا ہوں۔ میرا ایک دوست ہیں لندن میں، چونکہ میں وہاں student ہوں۔ میر عبدالرحمٰن تالپور صاحب، انہوں نے مجھی مجھے فون کیا ہے کہ میں اپنی طرف سے دس لاکھ روپے کا اعلان کرتا ہوں۔ تو وہ مجھے بھوانیں گے۔ میں انشاء اللہ زیارتوال یا جان صاحب کو وہ بھی دے دوں گا۔ بہت شکریہ مہربانی۔

**جناب اسپیکر:** ابھی زیارتوال صاحب! اس سے پہلے کہ آپ floor دوں۔ سردار اسلام بن جنوب صاحب نے ایک نکتہ اٹھایا تھا، گھروں کے بارے میں۔ اور بالکل انہوں نے ڈرست بات کی۔ ہمارے ہاں جب سیلا ب آئے، انہوں نے ایسے گھر بنایا کہ گریوں میں اُن میں کوئی نہیں رہ سکتا اور سردیوں میں ان میں سردی برداشت نہیں ہوتی۔ میری گزارش ہے کہ دنیا فاہر ہاؤسز کی طرف چلی گئی ہے۔ جو roof آپ ڈالیں گے اسکے نیچے fall ceiling گائیں کہ وہ گرمی میں بھی رہنے کے قابل ہوں۔ یہ نکتہ دے رہا ہوں کہ ہمارے ساتھ یہ تجربہ ہو چکا ہے۔ سردار اسلام کا بڑا point valid تھا، کہ بنائے دیں تو گھر بنائے دیں کہ ساری عمر کیلئے اُنکا مسئلہ حل ہو۔ اور وہ earthquake proof ہوں۔ جی زیارتوال صاحب۔

**جناب عبدالرحمٰن زیارتوال (صوبائی وزیر):** شکریہ جناب اسپیکر! جو قرارداد اپوزیشن کے دوست لے آئے ہیں جناب اسپیکر! ٹریشری پیچ اور اپوزیشن کی مشترک قرارداد کے پیش کرنے کی میں حمایت کرتا ہوں۔

**جناب اسپیکر:** ٹھیک ہے جی، بالکل۔

**جناب عبدالرحمٰن زیارتوال (صوبائی وزیر):** جناب اسپیکر! مجھے دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے قدرتی آفات آتی ہیں۔ ہمارے مسائل ہوتے ہیں۔ میں ایک ذمہ دار آدمی کی حیثیت سے اسمبلی ممبر کی حیثیت سے ذمہ دار حکومت کی حیثیت سے جو statement دیتا ہوں وہ اسلئے نہیں کہ میں اُنمیں کسی کی دل آزاری کرتا ہوں یا میں خدا نخواستہ جمہوریت کے خلاف ہوں۔ انسانی آزادیوں کے خلاف ہوں۔ کبھی نہیں۔ میں نے جو نکتہ اٹھایا تھا وہ صرف یہ تھا کہ ایک معاملہ جو already وفا قی حکومت دوسری حکومت کے ساتھ طے کر چکی ہے اُسکو یہاں لانا۔ کسی بھی حوالے سے ہمارے روز اُس کی اجازت نہیں دیتے۔ بہر حال آپ لے آئے تھے۔

محترم زمرک صاحب نے کہا کہ اس طریقے سے کیسے چلے گا؟ نہیں ہم چلا میں گے۔ ہم جمہوری لوگ اور جمہوری روایات رکھتے ہیں۔ جنہوں نے جمہوری روایات پامال کی ہیں وہ بھی سب کو معلوم ہے جو جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں وہ بھی سب کو معلوم ہے۔ جناب اپیکر! ہمارے دوستوں نے کچھ چیزیں مانگی۔ میں آپکے توسط سے اس وقت تک گورنمنٹ کی جو update ہے، میں دوستوں سے share کرتا ہوں۔ جناب اپیکر! جوز لارہ ہوا تدریتی آفت آئی۔ میں اب تک ہماری معلومات کے مطابق 355 لوگ شہید اور تقریباً 619 لوگ زخمی ہوئے ہیں۔ اور جناب اپیکر! ہم نے صوبائی حکومت کی حیثیت سے جو چیزیں روانہ کی ہیں، جناب اپیکر! 2690 families کیلئے ہوا کرتے ہیں 300 کمبل، 1700 بچھوں کے پلاسٹک جو گھروں میں ڈالتے ہیں اس طریقے سے 300 مسجد کی چھائیاں، 3900 واٹر جیکیں جس میں پانی رکھا جاتا ہے اور 400 یا 500 مچھر دانیاں۔ اُنکے علاوہ جناب اپیکر! سندھ حکومت اور پنجاب حکومت کی طرف سے جو چیزیں آئی ہیں یا انہوں نے اعلان کیا ہے، وہ بھی دوستوں کے سامنے، پہلے بھی رکھیں اب پھر رکھ لیتا ہوں۔ 4 ٹرک ادویات حکومت سندھ کی جانب سے جناب اپیکر! اور 030-5-C جس میں مختلف جو ضروریات زندگی کے سامان، خمیں حکومت پنجاب کی طرف سے۔ اور 12 ٹرک سامان جو راستے میں ہیں جو پہنچنے والے ہیں پنجاب حکومت کی جانب سے اس طریقے سے پھر 20 ہزار نیخیے اور ایک مینے کاراشن اسکا بھی انہوں نے اعلان کیا ہے وہ بھی تقریباً ہمیں ملنے والے ہیں۔ جناب اپیکر! میں صوبائی حکومت کے دوستوں سے ابھی تک صلاح مشورہ نہیں کیا ہے۔ میں اپوزیشن کے دوستوں کی، جو آفت صوبے پر خصوصاً ضلع آواران جو سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے اُنکے لئے انہوں نے جس امداد کا اعلان کیا ہے میں انکو سراہتا ہوں اور اُس کے علاوہ جن دوستوں نے صوبے کے ساتھ ہمدردی کی ہے اُن سب کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اُن کو سراہتا ہوں۔ خدا اس کا ریخیر میں جو لوگ حصہ لے رہے ہیں میں انکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کی جزا خدا انکو دے اور یہ ہم سب کا فرض بتاتا ہے۔ دوستوں اور ساتھیوں کی مشاورت کے بغیر یہاں ٹریش روپی خبر کی حیثیت سے آج نہیں پھر جو امداد ہم سب کی جانب سے متفقہ طور پر ہمارا جو فیصلہ ہوا نشاء اللہ تعالیٰ اُنکے ساتھ کریں گے۔ صوبائی گورنمنٹ کے طور پر ہم اس معاملے میں جتنی مدد ہو سکتی ہے اسلام آباد کا جو اعلان ہوا ہے اور وزیر اعلیٰ نے جو اعلان کیا ہے۔ یہ زلزلے کے جو نقصانات ہیں اُنکی تلافی کیلئے نہیں ہیں۔ یہ جو immediate ضرورتیں ہیں وہ اُن کو پوری کرنے کیلئے ہیں۔ جناب اپیکر! زیارت میں بھی ہمارے ساتھ ہوا تھا انہوں نے یہ طے کیا تھا اُس وقت انہوں نے ساڑھے تین لاکھ روپے دیئے تھے یعنی جو آدمی شادی شدہ ہے۔ per family

بس اُسکا خاندان گردا ناجائے۔ چاہے دو ہیں، چاہے پانچ ہیں۔ یہاں بھی جناب اپیکر! ہم، آپ اور اپوزیشن کے دوست چونکہ پورے صوبے کا معاملہ ہے مل بیٹھ کے اس چیز کو طے کر لیں گے۔ کہ ہم کس بنیاد پر، ان لوگوں کی تھوڑی بہت رائے آجائے گی۔ ہم انکو گھر بنانے کے دیں گے، انکو نقد پیسے دیں گے وہ خود بنائیں۔ اس پر ہم سب دوست صلاح مشورہ سے آگے چلیں گے۔ تو جناب اپیکر! آج کی قرارداد جو ہمارے دوست لائے ہیں میں پورے House اور ٹریزری پیپرز کی جانب سے ایسکی حمایت کرتا ہوں اور آپ سے گزارش کرتا ہوں۔ مولانا صاحب نے اسیں کنجوں کا مظاہرہ کیا ہم سے اپیل نہیں کی ”کہ آپ ہمارے ساتھ دیں“۔ لیکن ہم انکی قرارداد کی جمہوری طریقے سے حمایت کرتے ہیں اُن کے ساتھ ہیں اور انکی اس قرارداد کو سراتھتے ہیں۔ اور آپ سے گزارش ہے کہ آپ House سے ایسکی منظوری لیں۔ اور انشاء اللہ House اسکی منظوری دے دیگا۔ شکریہ جناب۔

**جناب اپیکر:** جی یہ قرارداد مشترک نہیں متفقہ ہو گئی ہے۔ ٹھیک ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ آیا تعزیتی قرارداد منظور کی جائے۔ تعزیتی قرارداد منظور ہوئی۔ ابھی میرے خیال میں نماز کا وقفہ کریں، مغرب کی اذان کتنے بجے ہوتی ہے؟ اچھا! دس منٹ ہیں۔ تو اگلی قرارداد پر آتے ہیں۔ اگلی قرارداد آغازیاں صاحب پیش کریں۔ یہ راغور سے سُننا، گیس کے بارے میں ہے۔ season آرہا ہے گیس کی کمی ہو گی۔ پھر ہماری لڑائی، جنگ سوئی سدرن کے ساتھ شروع ہو گی۔

### قرارداد نمبر 5

**آغازیاں متفقی اور مایوس گن ہے۔ جس کا اندازہ درج ذیل تقابی جائزہ سے ظاہر ہوتا ہے:-**

صوبہ میں این جی ایشیان کا تقابل	کی تعداد	کی این جی ایشیان کی ت مقابل	پیداوار کا تقابل	گیس کی پیداوار	صوبہ
66%	2169	180MMCDF(84.1%)	204MMCDF	پنجاب	
16.5%	550	50MMCDF(16.39%)	372MMCDF	خیبر پختونخوا	
18%	601	77MMCDF(3.%)	2875MMCDF	سندھ	
0.5%	18	3MMCDF(0.%)	808MMCDF	بلوچستان	
	3338	310MMCDF(103.49)	4259MMCDF	ٹوٹل	

واضح رہے کہ سوئی گیس کی پیداوار بلوچستان سے ہونے کے باوجود اس zone میں فی کلو فروخت 70.93 روپے ہے جبکہ لاہور اور کراچی میں فی کلو 64.90 روپے ہے جو کہ صوبے کے ساتھ انہائی سراسر زیادتی اور ناصافی ہے۔ مزید برآں اس وقت صوبے میں 5 سی این جی اسٹیشنز کمکمل کیتے گئے ہیں لیکن اگر اسی ہست و حرمی اور حکومت کی اجازت اور پابندی سے استثناء نہ ملنے کے باعث یہ اسٹیشنز بند پڑے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے ماکان اپنے جائز کاروبار تاحال شروع کرنے سے محروم ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ صوبے میں کمکمل کیتے گئے پانچ سی این جی اسٹیشنز کو فوری طور پر فعال کرنے کی اجازت دی جائے اور ساتھ ہی سی این جی کی قیمت فروخت ملک کے دیگر صوبوں کے برابر لائی جائے تاکہ صوبے کے ساتھ جاری امتیازی سلوک کا خاتمه کا ازالہ ہو۔

**جناب اسپیکر:** قرارداد نمبر 5 پیش ہوئی۔ آپ اس سلسلے میں کچھ مزید بتانا چاہیں گے؟ تفصیل تو آپ نے بتا دی۔

آغاز سید لیاقت علی: جی sir۔ سیمیں میں گزارش کرنا چاہوں گا جناب! کہ اس وقت بلوچستان، جیسے میں نے پہلے بتایا 808MMCDF گیس پیدا کر رہا ہے۔ لیکن آپ کو پتا ہے کہ سی این جی اسٹیشنز کا حضور یہ ہو رہا ہے جس طرح اس میں ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ یہی مسئلہ ہمارے پورے صوبے کے ساتھ، سوئی گیس معاملے میں domestic consumption میں بھی یہ ہو رہا ہے۔ میں یہ بھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں، میرے پاس ہے۔ لیکن چونکہ وقت کم ہے میں اس پر زیادہ نہیں جانا چاہتا۔ domestic consumption میں بھی ہمارے ساتھ یہی ہو رہا ہے۔ سردیوں میں جب ہمیں گیس کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو یہاں pressure کم ہوتا ہے۔ یہاں gas supply نہیں ہوتی۔ پھر بد قسمتی یہ ہے کہ پتا نہیں سوئی گیس والے اس لائن کو اڑاتے ہیں یا terrorists۔ جس سے ہمارے پورے صوبے کو گیس کی سپلائی بند ہو جاتی ہے۔ پھر جب بحال ہو جائے تو دس پندرہ دن تک ہمارے علاقوں میں گیس کا بالکل نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ zero consumption یعنی pressure استعمال zero percent ہونے کے باوجود یہاں لوڈ شیڈنگ کی جاتی ہے۔ سردیوں میں خاص کر ہمارے جن جن اضلاع میں یہ گیس کی پیچی ہے وہاں سردیوں میں لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ اور ہمارا consumption وہ zero percent ہے۔ جبکہ ہم ملکی پیداوار میں 808 پائنس MMCDF گیس پیدا کرتے ہیں۔ تو میری اس ایوان سے گزارش ہے کہ ہم متفقہ طور پر سینٹرل گورنمنٹ کو یہ قرارداد بھیجنیں۔ کہ ہماری گیس جو

پانچ سی این جی اسٹیشنری مکمل ہوئے ہیں۔ اُنکے connections بحال کر دیں۔ اور سردیوں میں جو گیس لوڈ شیڈنگ یہاں کی جاتی ہے تو اس وقت انکو بند کیا جائے۔ یہ میری گزارش ہے۔

**جناب اسپیکر:** Thank you۔ سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد نمبر 5 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 5 منظور ہوئی۔ اس سے پہلے کہ میں مغرب کیلئے وقفہ کروں۔ ایک چیز آپ کے knowledge میں لانا چاہتا ہوں کہ اسلام آباد میں ایک جگہ بحث ہو رہی تھی۔ یہ چیز نوٹ کر لیں۔ یہاں آپ لوگوں کو جواب دینا پڑیگا۔ بی بی یاسمین! آپ تیاری کر لیں۔ ٹی وی ناک شو ز پر۔ 2005ء میں زرزلہ سب سے زیادہ urban areas میں آیا تھا، جہاں آبادی زیادہ تھی۔ ایک جگہ بحث ہو رہی تھی، تو انہوں نے کہا کہ وہاں تو 75 سے 85 ہزار لوگ لقمهِ اجل بن گئے تھے۔ تو میں نے کہا کہ لوچستان کا آپ اس طرح سے موازنہ کریں کہ ایک علاقے میں بہت کم آبادی تھی، ڈولپمنٹ بھی کم تھی۔ اگر 20 گھروں کا گاؤں تھا۔ تو 17 گھر گرچے ہیں، 80% سے زیادہ آپ کے گھر گرنے ہیں، آواران، کچھ کچ کے علاقے میں۔ please یہ چیزیں انکو سمجھانا پڑیں گے۔ کہ آپ اس طرح سوچیں کہ ہمارے ساتھ ہوا کیا ہے۔ اس چیز کا please نوٹس لیں۔ ابھی نماز کا وقفہ کرتے ہیں۔ 6 بجکر 50 منٹ پر دوبارہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ بہت شکریہ۔ The House is adjourned till 6:50pm.

(وقفہ کے بعد اسمبلی کی کارروائی دوبارہ شام 7 بجکر 10 منٹ پر شروع ہوئی)

**جناب اسپیکر:** جی، اللہ کرتے ہیں۔ **مفتی گلاب خان کا کڑ صاحب!** اپنی قرارداد نمبر 8 پیش کریں۔ یہ بڑی genuine قرارداد ہے۔

### قرارداد نمبر 8

**مفتی گلاب خان کا کڑ:** شکریہ جناب اسپیکر۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے ”کہ چونکہ ژوب تاڈیرہ اسماعیل خان، دانہ سر روڈ خستہ حال ہونے کی وجہ سے ٹریک کے استعمال کے قابل نہیں رہی۔ جسکی وجہ سے صوبہ کے عوام کو ملک کے دیگر صوبوں تک رسائی میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ لہذا ژوب تاڈیرہ اسماعیل خان روڈ براستہ دانہ سر روڈ کی پختگی و توسعی کوئی ژوب روڈ کے طرز پر کی جائے۔ تاکہ صوبہ کے عوام کو پنجاب اور خیر پشتونخوا کیلئے آمد و رفت میں آسانی اور وقت کا ضایع نہ ہو۔“

**جناب اسپیکر:** قرارداد نمبر 8 پیش ہوئی۔ اس سلسلے میں آپ کچھ معمولی صفات بیان کریں گے؟

**مفتی گلاب خان کا کڑ:** جناب اسپیکر صاحب! یہ روڈ بہت اہمیت کی حامل ہے۔ میرے خیال میں

House میں جتنے معزز اکیلنے موجود ہیں، ان سب کو اس روڈ کے بارے میں اچھی طرح معلومات ہیں۔ کہ یہ روڈ خیرپختونخوا اور پنجاب سے لوچستان کو ملاتی ہے۔ ٹوپ تک تو روڈ بالکل کمی ہو چکی ہے۔ آگے جو دانہ سر ہے، جو خیرپختونخوا کی حد ہے، بارڈر ہے۔ وہاں تک یہ روڈ کچھی ہے۔ اُس سے جا کر جو مغل کوٹ ہے، وہاں سے یہ روڈ پھر ڈریہ اسماعیل خان تک پختہ ہو جاتی ہے۔ اب صوبائی حکومت سے ہماری گزارش یہ ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے اس روڈ کے بارے میں مطالبه کرے۔ تاکہ یہ سامان لے جانے والے جتنے ٹرک ہیں۔ یہ لوگ بہت پریشانی اور مشکلات اور مسائل سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ اور وہاں جب جاتے ہیں تو انکے ٹرک خراب ہو جاتے ہیں اور بڑی بڑی ندیاں راستے میں آتی ہیں اُن پر میل نہیں ہوتے۔ وہ جا کر ان میں پھنس جاتے ہیں۔ اور جب برسات کے موسم میں بارش ہوتی ہے اور پانی آ جاتا ہے۔ تو وہ ان ٹرکوں کو بہا کر لے جاتا ہے۔ حال ہی میں تقریباً ایک ہفتہ نہیں ہوا ہے، وہاں پہاڑ سے سے ایک بہت بڑا پھر ایک ٹرک پر آ گرا تھا۔ جسکی وجہ سے ڈرائیور کی ریڑھ کی ہڈی کا جو ڈسک ہے، وہ fail ہو چکا ہے۔ اور وہ پورا ٹرک تباہ ہو چکا ہے اور ایک آدمی اس میں مر بھی چکا ہے۔ ایسے ہی بہت سارے واقعات سال میں آجاتے ہیں۔ تو ہم صوبائی حکومت سے یہ سفارش کرتے ہیں کہ وہ وفاقی حکومت سے اسکا مطالبه کرے تاکہ یہ روڈ بن جائے، تو یہ شارٹ کٹ راستہ ہے۔ پنجاب، سندھ والوں کے لئے بھی لوچستان والوں کیلئے بھی۔ پنجاب اور خیرپختونخوا تک بہت آسانی تک سفر کر سکتے ہیں۔ اور وہاں آمد و رفت زیادہ ہو گی۔ اور صوبے اور عوام کیلئے بھی بڑا سود مند اور فائدہ مند ہو گی۔ شکریہ یہ جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ میرے خیال میں زیارت وال صاحب! اور مصطفیٰ ترین صاحب! اس پر تو کسی کو اعتراض نہیں ہے۔

**جناب عبدالرحمیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** جناب اسپیکر! اعتراض تو نہیں ہے۔ گزارش یہ ہے کہ جو قرارداد ہماری اپوزیشن کے دوست مفتی گلاب صاحب لائے ہیں۔ یہ روڈ فیڈرل PSDP میں سیریل نمبر 136 ٹوپ مغل کوٹ روڈ کی حیثیت سے منظور ہے۔ اور اسکے لئے اس سال کی جو allocation ہے، میں ایکنک کی میٹنگوں میں جاتا رہا ہوں 913.92 ملین اس سال کی allocation ہے۔ اور ٹولٹ cost جو ہے 6 ارب 77 کروڑ 68 لاکھ ہے۔ تو یہ already منظور ہے۔ اور ایکنک میں آنے والی میٹنگ میں ہم اسکی منظوری بھی دینگے۔ لہذا قرارداد لانے کی یا قرارداد پر کہنے کی مزید ضرورت نہیں ہے۔ چونکہ already یہ PSDP میں آچکی ہے منظور ہے۔ اس سال کی allocation جو 91 کروڑ روپے انہوں نے رکھے ہیں مزید یہ کوشش

کر کریں۔ ملکے صوبائی حکومت کی حیثیت سے مزید کچھ کہنے کی بجائے کہ اسکی جو allocation ہے اسیں اضافہ کریں۔ واقعیاً روڈ اہم ہے۔ لنگ ہونے کیلئے ہماری ضرورت ہے اس صوبے کی ضرورت ہے۔ تو اس بنیاد پر قرارداد کو منظور کرنا یا اُسکے پاس بھونا۔ already جب ہے تو دوبارہ اُنکے پاس بھونے کی ضرورت نہیں۔

**جناب اپیکر:** مفتی گلاب صاحب! وہ PSDP میں تو ہے لیکن اگر آپ اسیں کہیں کہ رقوم میں اضافہ کر کے جلد سے جلد مکمل کرایا جائے۔ اس طرح کریں متفقہ ہو جائے۔ کیونکہ جلدی میں اسیں ایک پیغام بھی چلا جائیگا۔ اور اگر آپ یہ ایوان مطلب adjourn ہونے سے پہلے آپس میں اپوزیشن اور ٹریشری پیچھہ کر لیں۔ تو اسکو دوبارہ متفقہ طور پر لے آتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ allocation کیا جائے اور اسکو جلد سے جلد مکمل کرایا جائے اس طرح جی۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** یہ مطالبہ تو ہم کر سکتے ہیں چونکہ روڈ اہم ہے۔ اور صوبائی حکومت کی حیثیت سے بھی اور اپوزیشن کی حیثیت سے بھی کہ اسکی allocation جو اس سال کی ہے اسیں اضافہ ہو اور پانچ دس سالوں میں نہیں ایک دوسال میں مکمل ہو اور جو باقی پیسے ہیں وہ بھی دیے جائیں۔

**جناب اپیکر:** جی ہاں اُسکی مدت محدود کر دی جائے۔ اسیں آپ تھوڑا add کر لیں۔ اگر بیٹھ جائیں آپ سیمیں اور اسکو improve کر کے۔ جی سردار عبدالرحمٰن صاحب۔

**سردار عبدالرحمٰن کھیڑان:** جناب اپیکر صاحب! اگر اسیں ایک addition یہ بھی کر لیں ٹریشری پیچھہ بھی ہم سے اتفاق کریں گے کہ ہماری جو بین الصوبائی روڈ ہے، اور الائی سے ڈیرہ غازی خان۔ اُسکا ایک portion ہے تقریباً چالیس یا لیس کلومیٹر۔ وہ سالوں سے خراب ہے۔ اس پر چار گھنٹے کا سفر تقریباً بارہ گھنٹے میں طے ہوتا ہے۔ میخترا سے کھجوری سیکشن۔ اور plus آگے جو NHA نے بنائی تھی کھجوری سے بیوالے تک۔ وہ بھی ساری اُکھڑگئی ہے نا۔ تو اسی کا funds allocate کر لیں تو اُسکے لئے بھی target killing ہے۔ اسی روڈ پر پنجاب کو۔ کیونکہ سب سے محفوظ ترین راستہ یہی ہے۔ اس پر نہ تو کوئی target killing ہے، نہ دوسرے قصے ہیں۔ اگر اسکو اسی میں شامل کر لیں۔ اگر اسکے لئے بھی فنڈ زخقص کیتے گئے ہیں تو بہتر ہے۔ اور اگر نہیں تو اسکو بھی اسیں kindlly شامل کر دیں۔ تو اسی آپ لوگوں کا مشکور رہوں گا۔

**جناب اپیکر:** اس کے لئے میرا خیال ہے کہ آپ لوگ بیٹھ جائیں دونوں ٹریشری پیچھہ اور اپوزیشن۔ چلیں زمرک خان صاحب۔

**انجینئر زمرک خان:** اسیں صرف اپیکر صاحب! یہ ہے کہ جیسے کہ بھی گورنمنٹ میں بھی ہم نے، قلات سے چجن تک اور یہ روڈ تھی۔ ہمیں ڈر اس چیز کا ہے کہ یہ reflect ہوتا ہے PSDP میں جو بھی پیسے آتے ہیں پھر جسکی گورنمنٹ ہوتی ہے وہ پھر اپنے علاقے میں اسکو shift کرتے ہیں۔ ہمارے بھی روڈ کے فنڈز تین دفعہ یہ پیسے reflect ہوئے تھے۔ بھی ملتان میں خرچ ہوئے کبھی سندھ میں۔ ہمیں یہ ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ پیسے reflect ہو کر پھر ادھرنے جائیں۔ یہ ہے کہ یہ پیسے خرچ ہو جائیں اُس پر جلد سے جلد کام شروع ہو جائے۔ اور اسیں ہماری چجن روڈ ہے، یہ انٹریشل روڈ ہے۔ ابھی تو انکے لئے امریکہ نے FWO کو پیسے بھی دیئے ہیں۔ دو، چار کروڑ ڈالر۔ یہ اُس پر utilize ہو جائے۔ مجھے تو یہ بھی ڈر ہے کہ ہمارے لوچستان کا بجٹ جو ہے، وہ بھی اسی طرح رہ جائے گا۔ slack season شروع ہونیوالا ہے۔ ابھی تک نہ گورنمنٹ نے اس پر کام کیا ہوا ہے نہ PSDP ہے، کچھ بھی نہیں ہے۔ تو اس پر ذرا توجہ دینی چاہئے۔

**جناب اپیکر:** سیکرٹری صاحب! اگلا ہمارا غیر سرکاری کارروائی کوئی تاریخ کو؟ 4 تاریخ کو۔ میری گزارش ہے بابت صاحب! جی فرمائیں۔

**جناب عبداللہ جان بابت:** جیسے مفتی گلاب صاحب نے فرمایا۔ ڈی جی جی خان روڈ اور لوار الائی ڈی جی خان روڈ۔ اس کی وجہ سے پہلے سال تقریباً اربوں روپے کا نقصان ہوا تھا۔ فورٹ منرو میں تقریباً آدھا فرلانگ روڈ پہاڑی بیٹھ جانے کی وجہ سے خراب ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے علاقے کی تمام فصلات فروٹ اور سبزیاں خراب ہو گئی تھیں جس سے لوگوں کو اربوں روپے کا نقصان ہوا تھا۔ نیشنل ہائی وے والے بھی ایسے نہیں ہیں کہ ہم قرارداد pass کریں پتا نہیں کہ وہ آتے بھی نہیں ہیں۔ نہ ہم لوگوں نے آج تک اسکی شکل دیکھی ہے کہ اس کا ڈائریکٹر کون ہے۔ انکا دوسرا کون ہے۔ پہلے ان روڈوں پر قلی ہوتے تھے۔ ابھی تو کچھ بھی نہیں ہے۔ نیشنل ہائی وے کی دلچسپ بات میں آپکو بتاؤ۔ انکے پاس ایک بھی ٹریکٹر نہیں ہے۔ اور NLC جو یہاں روڈز بناتی ہے، اسکا اتنا نقص کاروبار ہے انکے فوجی ہیں وہ وردی میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ کام بھی نہیں کرتے ہیں وہ صرف وہاں بیٹھ کر اپنے پیسے لیتے ہیں۔ ابھی تو تمام چیزیں انہوں نے اپنے قبضے میں لے لی ہیں۔ پتا نہیں اس اسیلی کو بھی یہ لوگ قبضے میں لے لیں گے۔ انہوں نے کوئی کام نہیں کیا ہے۔ نہ انکے پاس کوئی consultant ہے۔ نہ کوئی انجینئر ہے۔ ہم ان سے یہ پوچھتے ہیں کہ آپکے انجینئر کو الیفا یہ بھی ہیں یا ایسے ہی آپ نے رکھے ہیں۔ جیسے سردار عبدالرحمٰن نے کہا۔ واقعتاً انہوں نے روڈ بنائی ہے۔ پچاس کلومیٹر کا جو سردار صاحب نے کہا۔ یہ تو بالکل کچی ہے، کنگری سے رکھنی تک۔ وہ پوری روڈ بالکل اکھڑ گئی ہے۔ اسکا کوئی پوچھنے والا

نہیں۔ اس پر اربوں روپے انہوں نے ہمارے ضائع کیے۔ جیسے مفتی صاحب نے دانہ سر روڈ کا کہا کہ وہاں پہاڑ سے پھرگرنے کی وجہ سے یہ روڈ کئی کئی دن تک بند رہتی ہے۔ تو اس پر نیشنل ہائی وے والے کا وہاں کوئی قیٰ نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! آپ نیشنل ہائی وے والوں کو یہاں اپنے چیمپر میں بلا کیں ہم اُن سے بات کریں گے۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ جی۔ میری ایک رائے ہے، اس وقت وزیر اعلیٰ کی نمائندگی زیارتual صاحب کر رہے ہیں۔ اور اپوزیشن لیڈر مولانا عبدالواسع ہیں۔ آپ اس قرارداد کو ایک نئی شکل میں لے آئیں۔ اور اسکو متفقہ سرکاری قرارداد بنادیں۔ اسیں بلوچستان کی جتنی highways ہیں، تمام کے بارے میں ایک مشترک قرارداد لے آئیں۔ اور انکی کھچائی بھی ہو۔ جی زیارتual صاحب۔

**مفتی گلاب خان کا کڑ:** پوائنٹ آف آڈر جناب اسپیکر!

**جناب اسپیکر:** جی ابھی نہیں۔ چلیں بات کریں۔

**مفتی گلاب خان کا کڑ:** جس بندے کا ڈسک fail ہو چکا ہے، میں زیارتual صاحب سے یہی گزارش کرتا ہوں کہ وہ CM صاحب سے اس کے لئے معاوضہ کا کوئی اعلان کروائیں۔

**جناب اسپیکر:** وہ کر لیں گے، بہت شکریہ۔ اسیں میں اپنا role ادا کرلوں گا، اُسکی مدد کریں گے۔

**جناب عبدالرحیم زیارتال (صوبائی وزیر):** ہاں کیوں نہیں۔

**جناب اسپیکر:** یہ اسمبلی زیارتual صاحب! آپ کے ہاتھ کس طرح مضبوط کرے۔ کہ جب آپ ایکن کی میٹنگ میں بیٹھیں۔ کہ آپ کہیں کہ جی! حکومت پاکستان بلکہ یہ سن لے کہ حکومت بلوچستان نے یہ متفقہ طور پر بلوچستان کی اسمبلی نے یہ اس طرح ہمیں کہا ہے، ہم نے یہ کرنا ہے۔

**جناب عبدالرحیم زیارتال (صوبائی وزیر):** جناب اسپیکر! میں صرف دوستوں کی معلومات کی حد تک کہوں گا۔ جو ہمارے صوبے کی NHA ہے، یہ ہم وہاں بھی اٹھاچکے ہیں۔ اور گورنر صاحب کو بتاچکے ہیں۔

گورنر صاحب نے علیحدہ ان سب کو بولا کر ان کے ساتھ میٹنگ کی تھی۔ اور اس طریقے سے وزیر اعلیٰ صاحب نے NHA والوں کو اسلام آباد بولا کر انکے ساتھ میٹنگ کی تھی۔ پھر اسکے بعد وہ تمام کے تمام ایکن کی میٹنگوں میں ہم نے اٹھائے۔ پھر NHA والے یہاں آئے۔ ہماری جتنی بھی روڈز ہیں، سب پر خود ہمیں squad دے کے، کوئی چن روڈ پر بھی چلے گئے۔ کوئی ڈریہ غازی خان، کوئی ڈریہ اسماعیل خان، کوئی کراچی اور کوئی سکھر۔ لیکن ان تمام کے باوجود جناب اسپیکر! ہمیں شکایت ہیں وہ یہ کہ ہمارا صوبہ جور قبے کے لحاظ سے ملک کا 43 فیصد بنتا ہے۔ اور اسیں جو NHA کی روڈز ہیں، اسیں میں دوستوں کے سامنے یہ رکھتا ہوں یعنی پورے

مک کی تمام NHAs کیلئے 6 کھرب روپے پڑے ہوئے ہیں۔ اور ان میں سے ہمارے بلوچستان کے لئے ایک ارب۔ اور اس سال کی جو allocation 11 ارب روپے ہیں۔ اب ان پیسوں میں انکو maintain کرنا، دُرسٹ رکھنا۔ جناب اپیکر! یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ میں اسکو یہاں دوستوں کے سامنے اسلئے رکھ رہا ہوں۔ کہ ہم سب کی جانب سے، ہماری NHA مک کی ٹوٹل NHAs کا تقریباً 30% بنتی ہے۔ اب 30% یا 35% کے حساب سے یہ پیسے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اور تمام NHAs والوں کو بلاؤ یا تھا۔ انہوں نے اسکا دورہ کیا اور وعدہ بھی کیا تھا ”کہ ہم اسکے لئے allocation بھی بڑھائیں گے، اسکو ٹھیک بھی کریں گے“، لیکن یہاں جوانگی قرارداد ہے۔ یہ تو ایک معنی میں آچکی ہے NHA کے حوالے سے کہ اسکی یہ صورتحال ہے۔ اسکے حوالے سے کوئی مشترکہ قرارداد اپوزیشن کے دوست بنانا چاہے میں اسکے لئے تیار ہوں۔ یہ چیز چونکہ آچکی ہے۔ وہ کہیں گے ”کہ یا ر! آپ لوگوں کی معلومات میں کتنی کمی ہے۔ اسٹبلی کے ممبران ہیں اور ایک چیز already پی ایس ڈی پی میں reflect ہے۔ اور آپ اس پر کہہ رہے ہیں کہ اسکو منظور کریں یا فلاناں کریں“۔ یہ تو منظور ہو چکی ہے۔ اب اسکے پیسے لینے ہیں اور فلاناں کرنا ہے۔ تو اسکو چھوڑ دیتے ہیں۔ ایک مشترکہ قرارداد لے آتے ہیں۔ ہماری NHA کی جو حالت ہے۔ جیسے بابت صاحب نے کہا کہ اسکے پاس ان روڈوں کیلئے ایک بلڈوزر ایک ٹریکٹر بھی نہیں ہے۔ اور یہ سب کچھ ہم اسکے نوٹس میں لاچکے ہیں کہ صوبے کے ساتھ آپ لوگوں کا جو سلوک ہے، 11 ارب، اتنی allocation میں سے، یعنی total cost میں سے یہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اور یہ آپ لوگ خواہ خواہ کرتے ہیں۔ تو یہ جو 11 ارب کی allocation ہے، یہ بھی نہیں دیتے۔ اگر یہ بھی پورے release کریں پھر بھی ہم اُنکا شکر یہ ادا کریں گے۔ لیکن وہ بھی آپ کو پتا ہے اسلام آباد والے ہمارے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ تو اسیں میری گزارش یہ ہوگی دوستوں سے کہ اسکو اس بنیاد پر اگر ہم مشترکہ قرارداد لے آئیں کہ ہماری NHA کے ساتھ، صوبے کے ساتھ جو زیادتی ہے، ایک معنی میں جو نظر اندازی ہے اور ہماری NHA کو نہ بنانے کی جو صورتحال ہے، اسیں مشترکہ قرارداد سب کی جانب سے آپکے توسط سے لا کیں گے۔ اور مرکز سے پھر مطالبہ کریں گے کہ ہماری NHA کو درست رکھنے کیلئے ہمیں وافر مقدار میں فنڈز مہیا کیے جائیں۔ اور ہمارے ساتھ امتیازی سلوک نہ کیا جائے۔ شکر یہ جناب اپیکر۔

**جناب اپیکر:** میری آپ سے گزارش ہے اسکو سرکاری حیثیت دینا چاہتے ہیں یا غیر سرکاری کارروائی کا حصہ بنانا چاہتے ہیں؟ کیونکہ جب آپ اس میٹنگ میں بیٹھیں گے۔ تو پھر اڑی ڈال دیں کہ جی! میں صوبائی اسٹبلی میں جوابدہ ہوں۔ پورے پیسے دیتے ہیں ٹھیک ہے نہیں تو میں میٹنگ سے اٹھ کر جا رہا ہوں۔

کبھی زندگی میں یہ کہناں، اسلام آباد والوں کے ہوش تھکانے آ جاتے ہیں، یہ بھی سیکھ لیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** کہیں گے انشاء اللہ۔

**جناب اسپیکر:** یہ کرنا پڑیگا۔ اس پر مشترکہ قرارداد لے آئیں اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ایک اسکے سلسلے میں، واپڈا اور ریلوے کے سلسلے میں جتنے بھی آپکے ہیں ناں، پیش فیڈرل گورنمنٹ اپنی ہو یا پرانی۔ لیکن ہم نے اپنے حقوق لینے ہیں، صوبے کیلئے۔ ابھی اگلی قرارداد پر جاتے ہیں۔ مشترکہ قرارداد نمبر 11 مجانب۔ میر امان اللہ نو تیزی، سردار محمد اسلم بزنجو، میر جیب الرحمن محمد حسنی، رحمت علی بلوچ، حاجی اکبر آسکانی، میر عبدالکریم نو شیر و دانی، شیخ جعفر خان مندو خیل، میر خالد لانگو، غلام دشیگر بادینی، میر عبدالماجد ابراہیم، میر اظہار حسین کھوسہ، سردار محمد ناصر، سنتوش کمار، محترمہ شمینہ خان، ارکین اسمبلی اور میر عبدالقدوس بزنجو، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی۔ ان میں سے کوئی بھی پڑھ لیں۔

### مشترکہ قرارداد نمبر 11

**میر امان اللہ نو تیزی:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ ”ہرگاہ کہ ڈاکٹر شمر مبارک مند کی سربراہی میں ریکوڈ ک، کا پر اور گولڈ پروجیکٹ پر ضلع چاغی میں کام جاری ہے۔ اور مذکورہ پروجیکٹ میں ملازمتوں پر خاص کروہاں کے مقامی عوام کا حق ہے۔ لیکن اسکے بعد مذکورہ پروجیکٹ میں مختلف اسامیوں پر 80% ملازمین صوبہ پنجاب سے بھرتی کئے گئے ہیں۔ جو کہ صوبہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ سر انسانی و زیادتی ہے۔ نیزاب مزیدی بھرتیوں کیلئے انتہائی سخت شرائط رکھی گئی ہیں۔ جسکی وجہ سے وہاں کے عوام کو ملازمتوں سے محروم رکھا گیا ہے۔ اسکے علاوہ وہاں کے نمائندوں کو بھی اس اہم پروجیکٹ سے بھی بے خبر رکھا گیا ہے۔ چونکہ اس خطے میں بیشتر قدرتی وسائل موجود ہیں، لیکن اسکے باوجود وہاں کے عوام غربت، افلاس اور بیروزگاری کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ بلوچستان کے عوام کو بیروزگاری اور مایوسی سے نجات دلانے کیلئے فوری طور پر مذکورہ پروجیکٹ میں 80% ملازمتیں خصوصاً مقامی بالعموم صوبہ بلوچستان کے لوگوں کو ترجیحی نیادوں پر دی جائے۔ تاکہ انکی محرومیوں کا ازالہ کیا جاسکے۔

**جناب اسپیکر:** مشترکہ قرارداد نمبر 11 پیش ہوئی۔ معزز رکن اپنی قرارداد پر مزید بولنا چاہیں گے؟

جی امان اللہ نو تیزی صاحب۔

**میر امان اللہ نو تیزی:** جناب اسپیکر! ریکوڈ میں جب کام شروع ہوا اور اس جگہ کا تعین کیا گیا۔ کاپر اور گولڈ کے بہت بڑے ذخائر ہیں۔ تو اس پر جب کام شروع ہوا اس وقت میرے خیال میں میری عمر 26 یا 27 سال تھی

تو اتنے بڑے پروجیکٹ کو شروع کرنے میں کروڑوں ڈالر زائد کمپنی feasibility report پر لگ گئے۔ اسکے بعد (TETHYAN) ایک کمپنی تھی، اُس نے اس پر کام شروع کیا۔ اسکے بعد وہ اس پروجیکٹ کو انترنسٹیشنل لیوں پر لے گئی۔ یہاں تک کہ اسکے shares بن گئے اور کروڑوں ڈالر میں پک گئے۔ لیکن وہاں کے عوام دیسے کے ویسے جو شروع سے تھے ابھی تک دیسے ہیں۔ انکے حالات ٹھیک نہیں ہوئے اُنکی کوئی ترقی ہوئی نہ اُنکی تعلیم کا مسئلہ حل ہوا، کچھ بھی نہیں ہوا۔ پچھلے دس سال سے میں as a Minister, as a MPA sitting Chief Minister ہیں یہ بھی اسی معابدے کیلئے لندن گئے ہوئے ہیں۔ لیکن مجھے اس چیز کا علم نہیں ہے۔ وہاں کے نمائندوں کا، وہاں جو قبائل رہتے ہیں انکو بھی کسی قسم کی کوئی معلومات نہیں ہیں کہ بھی! یہ پروجیکٹ شروع ہوگا۔ اس سے ہمیں کیا فائدہ ملیں گے۔ جناب اسپیکر! شرمبارک مندرجہ کٹ بنانے والا، جو راکٹ بناتا ہے۔ یہ جو پروجیکٹ پر کام ہوتا ہے گولڈ اینڈ کا پرکا۔ یہ high level ہوتا ہے۔ باقاعدہ اسکے لئے انترنسٹیشنل جیا لو جسٹ اور انجینئر ز آتے ہیں۔ یہ ایک دن کا کام نہیں ہے، ہمیں کم از کم سو سال لگیں گے جو چلتا ہیگا۔ صرف اسکے پانی کا جو سسٹم ہے۔ اس کے لئے کم سے کم پانچ سو لیٹر پانی فی سینٹر درکار ہوتا ہے۔ تو یہ ہمارے انجینئرنگی کر سکتے۔ جو دو ارب روپے پچھلی گورنمنٹ نے رکھے تھے، جو ابھی بھی ہیں۔ ابھی ہمیں پتا نہیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ دفتر انہوں نے اسلام آباد میں کھولے ہوئے ہیں۔ اور یہاں ایک رحمت بلوج نامی شخص ہے۔ جو اس نے پُرانے دور میں بھی اس پروجیکٹ کو خراب کیا تھا۔ اب اسکو دوبارہ لا کر بٹھایا ہے۔ ادھری کوئی میں اس کا دفتر ہے۔ باہر سے لوگوں کو لاتے ہیں۔ صرف اور صرف paper work ہوتا ہے۔ اسکے بعد پیسے نکال کر چلے جاتے ہیں۔ جس طرح آپ نے واپڈ اوالوں کو بلوا کر معزز ارکین کے سامنے بٹھایا۔ اسی طرح آپ مہربانی کریں ریکوڈ ک پروجیکٹ کے شرمبارک مندرجہ یہاں بلوائیں۔ ہمیں بتا دیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور انہوں نے کم سے کم دس کروڑ، میں کروڑ، اس وقت کتنے پیسے انہوں نے ضائع کیے ہیں۔ ان سے پوچھا جائے کہ آپ اس پروجیکٹ کیلئے کیا کر رہے ہیں یہ ضائع ہو رہا ہے۔ اسکو کسی انترنسٹیشنل کمپنی کو دے دیں تاکہ وہ اسکو چلائے۔ جناب اسپیکر! جب تک اسکو کسی بڑی پاو فل کمپنی کو نہیں دینگے۔ تو یہ پروجیکٹ ہمارے اپنے ہاتھوں سے ضائع ہو جائیگا۔ اور ہم اسکے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ اور اسی طرح جو لوگ وہاں بیرون گار ہیں اور بلوچستان کی ترقی جس پر منحصر ہے، وہ نہیں ہوگا۔ اگر آپ بلوچستان کو ترقی دینا چاہتے ہیں اور پاکستان کی معیشت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں لازمی اس پروجیکٹ کے لئے کسی انترنسٹیشنل کمپنی کے ساتھ ایک

فائدہ مند معاہدہ کر کے اسکو چلا آئیں۔ جناب اسپیکر! آپ سے دوبارہ گزارش کرتے ہیں کہ آپ رونگ دیں اور جو متعلقہ لوگ اسکے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور جتنے پیسے رکھے ہیں، ان سب کو یہاں ہمارے اسمبلی ممبران کے سامنے پیش ہو کر ہمیں بتائیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور کیا کرنا چاہتے ہیں؟

**جناب اسپیکر:** thank you جی۔ اسی سلسلے میں، جی زمرک صاحب۔

**انجینئر زمرک خان:** جناب اسپیکر! میرامان اللہ صاحب اور دیگر دوستوں نے جو قرارداد پیش کی ہے۔ میرامان اللہ صاحب کو پتا بھی ہے کہ پچھلی گورنمنٹ کا میں صرف اسمیں اتنا کہتا ہوں کہ جو قرارداد پیش ہوئی ہے اس حد تک تو ہم اسکے ساتھ ہیں۔ کہ ملازمتیں مقامی لوگوں کو دی جائیں۔ لیکن جوان نیشنل کمپنی کی بات ہے۔ (یتھیاں) کمپنی کو جب یہ دیا گیا تو اسکے ساتھ جو آسٹریلیا تھے، یہ ان تک محدود تھی۔ انہوں نے یہ کیا کہ ہم بلوچستان کو profit 25% دے دیں گے۔ وہ بھی اس شرط پر کہ اسمیں بلوچستان گورنمنٹ 25% تک investment کر سکتی ہے اور جو خرچ ہو گا، وہ بھی کر گی۔ اور کمپنی نے یہ پروگرام بنایا تھا کہ وہ اسکو further کسی اور کمپنی کو کنٹریکٹ پر دیں گی، یہ جو ریکوڈ ک ہے۔ پھر انہوں نے اس بہانے جا کے جو ہمارا 25% تھا، وہ کمپنی جا کے انکا جو بھی خام مال یہاں سے نکلتا ہے، اسکی refinery چلی میں ہو گی۔ اور چلی میں جو دوسری کمپنی ہے وہ آپکو percentage دیگی کہ جی! اسمیں تو اتنا پرسنٹ گولڈ، اتنا پرسنٹ کا پر تھا۔ اسکے مطابق آپکو 25% ملے گا۔ اور وہی 25% اس صورت میں جس طرح سینڈک میں ہم نقصان میں جا رہے ہیں۔ اس میں بھی ہم نقصان میں جائیں گے۔ دیکھو! اگر ایک کمپنی نے feasibility report بنائی کہ ریکوڈ ک سے لیکر گوادر تک ہائی وے بنائے گی۔ موڑوے جو ہائی وے ہے، ریلوے ٹریک اور اسکے ساتھ ایک پائپ لائن لے جائیگی۔ اور یہاں سے خام مال گوادر جائے گا۔ اور گوادر سے وہ ships کے ذریعے وہاں supply کریں گے۔ ہماری گورنمنٹ نے، نواب صاحب نے یہ کہا کہ کم از کم یہ بلوچستان گورنمنٹ سے پوچھ کر، ہمیں بٹھا کے کہ بھائی! کتنا percent نکلتا ہے؟ کیا پتا ہے کہ 25%， 30% کا پر نکلتا ہے۔ اور وہ ہمیں کہیں کہ اسمیں تو 5% نکلا ہے۔ اور ہمارا 25% ہمیں ملے گا ہی نہیں۔ اٹلا زیادہ اسمیں investment ہماری لگے گی۔ تو ہماری گورنمنٹ کا یہ تھا کہ کم از کم ابھی ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں، ہمارے جو ٹریڈری پیچھے کے دوست ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب سے کہ کم از کم اس پروجیکٹ کو مکمل طور پر کسی کمپنی کے حوالے نہیں کریں۔ ہماری ریکوڈ ک کو کسی کمپنی کے حوالے نہیں کریں۔ کیونکہ پھر ہم نقصان میں جائیں گے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے انجینئرز، ہمارے پاس qualified لوگ ہیں، انکو لے آئیں۔ آپ سینڈک میں جائیں، وہاں صرف پانچ چائینز بیٹھے ہوئے

ہیں۔ سارے ائمے کا ریگرز اور نجیسز پاکستانی ہیں۔ تو کیا ہم اسکو control نہیں کر سکتے؟ اگر ہم خود اپنے میں ہمت پیدا کریں اور وہ کمپنیاں ہماری شرائط کے مطابق ہمارے ساتھ کام کریں۔ یہ نہ ہو کہ ہم انکو ہلی چٹھی دیں۔ یہ اربوں ڈالر کا، آپ خود سوچ لیں کہ ہزار کلو میٹر جب آپ ہائی وے اُسکے ساتھ ریلوے ٹریک بنائیں گے پھر اُسکے ساتھ پائپ لائن بچا سینگے۔ یہ تو اربوں ڈالر کا خرچ کمپنی کر رہی ہے۔ تو آپ خود سوچ لیں کہ یہ ریکوڈ کتنا مہنگا ترین پروجیکٹ ہے۔ اس سے کتنا سونا اور کاپریکلتا ہے۔ اگر نہیں نکلتا تو کمپنی پاگل نہیں کہ اتنا خرچ کر رہی ہے۔ ابھی ہم گورنمنٹ کو میادے سکتے ہیں۔ اس ریکوڈ کو اگر ہم مل کر کامیاب بنائیں تو میں سمجھتا ہوں بلوچستان کیا پاکستان بھی دبئی سے اُپر جاسکتا ہے۔ لیکن ہم لوگ اپنے کمیشن کی خاطر جا کر اسلام آباد میں فیڈرل میں، ہم لوگ اپنی گورنمنٹ پھر سوچتے نہیں ہیں۔ کچھ کمیشن کی خاطرا پنے پروجکٹس ہم نے بیچے ہیں، دوسروں کے حوالے کئے ہیں۔ ہم اپنی جیبیں تو بھر لیتے ہیں لیکن اس عوام کا نہیں سوچتے۔ اس ریکوڈ کو گورنمنٹ اپنے پاس رکھ لے، چاہے چلی کو دیتے ہو، چاہے آسٹریلیا کو دیتے ہو، چاہے لندن کو۔ اپنی نگرانی میں اسکو کروائیں۔ تو انشاء اللہ ہماری کامیابی ہوگی۔ یہ نہ ہو کہ ہاں! 80% ملاز میں کی جو آپ بات کر رہے ہیں یہ بلوچستان گورنمنٹ کو ملنے چاہئیں یہ تو ہمارا حق ہے۔ شرمبارک مند سے بات کرنی ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ سے بات کرنی ہے۔ جس سے بھی بات کرنی ہے۔ 80% تو کیا میں کہتا ہوں 90% ہونا چاہئے۔ ہمارے لوگ پروگرام ہیں۔ ہمارے پاس تو نجیسز بھی ہیں، کاریگرز بھی ہیں۔ اچھے محنت کرنیوالے talent لوگ ہیں وزیر اعلیٰ صاحب آئینگے۔ ہمارے مولانا صاحب تو تفصیلی پتا ہے کہ انہوں نے نواب اسلم کے ساتھ قتنی میٹنگیں کی ہیں انکو اعتماد میں لیکر پھر آگے چلیں گے۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ جی۔ جی پرس۔

**پرس احمد علی:** sir اس طرح ہے کہ ریکوڈ ک پروجیکٹ انٹریشنل کورٹ جسٹس میں بھی یہ معاملہ گیا ہوا ہے اور وہاں یہ cases چل رہے ہیں۔ اگر خدا نخواستہ اس پراجیکٹ کے سلسلے میں یہ معاملہ بگڑ گیا تو بلوچستان گورنمنٹ پر 50 بلین ڈالر کا اُنکا claim ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں اگر خدا نخواستہ ایسا کوئی معاملہ آجائے تو پورے بلوچستان کے بجٹ تو اپنی جگہ، پاکستان کا بجٹ بھی پورا نہیں ہوگا۔ تو لہذا میں سمجھتا ہوں یہ ایک بڑا serious issue ہے۔ انٹریشنل کورٹ ہاک میں یہ معاملہ چل رہا ہے، ہم اپنے experts ہمایں وہ اس معاملے کو دیکھیں اور اس کو ہر طریقے سے حل کریں۔ شکریہ۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ جی۔ زیارت وال صاحب۔ جی محب صاحب! یہ انہی علاقے سے ہیں۔

**میر مجیب الرحمن محمد حسni:** جناب اپیکر! جیسے کہ اس پر دوستوں نے بات کی۔ میں بھی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ jobs کے حوالے سے جو چانگی ڈسٹرکٹ ہے، سب سے پہلے وہاں کے پروزگاروں کو priority ملنی چاہیے۔ اسکے بعد نئی، خاران اور واشک ڈسٹرکٹ، اسکے بعد بلوچستان کے دوسرے لوگوں کو۔ جیسے پنس صاحب نے کہا کہ یہ معاملہ انٹرنیشنل کورٹ میں ہے۔ جو کہہ رہے ہیں کہ پچاس بلین ڈالرز، اگر خدا نخواستہ یہ وہاں سے ہار گیا تو یہ پاکستان کے بجٹ سے بھی پورا نہیں ہوگا۔ جیسے کہ امان اللہ خان نے کہا میں اس سے agree کرتا ہوں کہ ڈاکٹر مبارک مند کا مائنگ کے شعبے سے دوستک کا واسطہ نہیں۔ انکو پہلے تھوڑے کوں کا پراجیکٹ دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں یہاں سے ڈیزیل بناتا ہوں۔ اور اسکے بعد انہوں نے چھپس، تمیں ہزار میگاوات بجلی کا کہا۔ لیکن وہاں سے ایک میگاوات بجلی بھی وہ پیدا نہیں کر سکے۔ اسکے بعد اس پراجیکٹ کیلئے پانچ ارب روپے میرے خیال میں پچھلے PSDP میں رکھے گئے۔ اور سننے میں آ رہا ہے کہ ایک ارب روپے کے اندر اندر ان کا بجٹ خرچ ہوا ہے۔ جس میں گاڑیاں، دفتر اور دوسری چیزیں شامل ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں جیسے امان اللہ نو تیزی نے کہا کہ انٹرنیشنل consultants اور experts سے رائے لی جائے۔ اور اس پر، کیونکہ یہ investments involved in billions of dollars ہے کہ ہم اسکو چلا سکیں جس طرح سے اسکو چلانا چاہیے۔ اگر ہم اس طرح سے اسکو چلائیں گے میرے خیال میں جیسے اسی مل کا حال ہوا، تو ریکوڈ کا بھی حال ہوگا۔ میں یہ تجویز دوں گا کہ اس ریکوڈ کے مسئلے پر باقاعدہ ایک دن مقرر کیا جائے۔ جس پر detail میں بحث ہو اور اس کا کوئی حل نکالا جائے۔

**جناب اپیکر:** شکریہ جی۔ جی پینڈری مسح صاحب۔

**جناب پینڈری مسح:** محترم اپیکر صاحب! یہاں میرے معزز دوستوں نے جو بات کی میں اُن سے اتفاق کرتا ہوں۔ ریکوڈ کے علم کے مطابق دنیا کا دوسرا بڑا پراجیکٹ ہے گولڈ اور کاپر کا۔ اور ہماری خوش قسمتی یہ ہے کہ یہ بلوچستان کی سر زمین پر ہے۔ مگر دوسری طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جس سر زمین سے سونا، تانبा اور دوسری معدنیات نکل رہی ہیں وہاں کے لوگ انتہائی پسمند ہیں۔ اسکے پاس رہنے کیلئے چھٹ نہیں ہے۔ اسکے پاس صحت کیلئے ہسپتال نہیں ہے اعلیٰ تعلیم کا کوئی ادارہ وہاں نہیں ہے ڈسٹرکٹ چانگی ٹولی ایک پسمندہ علاقہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ سابقہ حکومت میں جو کچھ انکے معاملے ہوئے انکو review کرنے ضرورت ہے۔ اب موجودہ جو صورت حال ہے اس میں یہاں جو معدنیات کے ذخائر ہیں اس پر وہاں کے لوکل لوگوں کا حق ہے۔ جیسے میرے معزز دوستوں نے کہا کہ 80% ملازمتوں پر پنجاب کے لوگوں کو ایڈ جسٹ کیا گیا ہے تو میرا خیال ہے کہ بلوچستان

کے لوگوں کا حق ہے اگر 80% ہمارے لوگ یہاں آ کے ملازمتیں حاصل کرتے ہیں تو ہماری بیروزگاری کا مسئلہ حل ہو گا تو یہ مسئلہ بہت اہمیت کا حامل ہے اس کے لئے ایک خاص دن مقرر کیا جائے اور ریکوڈ ک پراجیکٹ میں جو بھی ان کے کرتا دھرتا ہیں، انکو یہاں بلا یا جائے۔ وہ اپنی ٹیم کی صورت میں یہاں آئیں اور معزز ایوان کے سامنے اپنی تمام کارکردگی رکھیں۔ thank you

**جناب اسپیکر:** شکریہ۔ جی مولانا واسع صاحب۔

**مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف):** شکریہ جناب اسپیکر۔ ریکوڈ کے حوالے سے امان اللہ نو تیزی صاحب جو قرارداد لائے ہیں۔ اس حد تک تو کوئی بھی ان سے اختلاف نہیں رکھتا۔ ملازمتوں کے حوالے سے ہم ہر وقت یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بڑے بڑے ذخائر اور وسائل پر دوسروں کا قبضہ ہوتا ہے۔ تمام ملازمتیں انکے پاس ہوتی ہیں ہمیں کچھ بھی نہیں ملتا۔ اور گیس ساٹھ سال پہلے ہماری سرزی میں سے نکلی تھی۔ لیکن ملازمتیں انکی اور اس کا ہیڈ آفس بھی کراچی میں ہے۔ اس میں باہر کے لوگوں کی بڑی بڑی تنخواہیں ہیں۔ اور پاکستان کی اکانومی اس سے مضبوط ہو گئی ہے اور پورے پاکستان میں گیس پھیل گئی ہے۔ لیکن ہم بلوچستان والے اب تک اس گیس سے محروم ہیں۔ کچلاک اور فلات سے آگے لوگ نہیں جانتے کہ گیس کیا ہے۔ تو اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ اتنے بڑے بڑے جو ہمارے ذخائر ہیں۔ اور ان پر لوگوں کی نظریں بھی لگی ہوئی ہیں۔ اور ان پر قبضہ بھی کرتے ہیں۔ اور وہ ہمارے ہاتھ سے نکالنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! ملازمتوں کے حوالے سے تو ہم سو فیصد امان اللہ نو تیزی صاحب کی حمایت کرتے ہیں۔ جہاں ممکن ہو، قریب کے لوگ، اس کے علاوہ جیسے کہ مجیب صاحب نے کہا کہ پہلے اس علاقے کے لوگ پھر بلوچستان کے لوگ۔ اور دوسری بات کہ اللہ نے اُس کمپنی سے ہماری جان چھڑالی۔ انٹریشنل کورٹ میں بھی ہم نے یہ کیس جیت لیا۔ اور ادھر اپنے کورٹ میں بھی۔ لیکن وہ کمپنی بھی آرام سے نہیں بیٹھے گی۔ وہ ہم پر ضرور claim کر گی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر پھر کمپنی والی بات کی تو پھر ایک ایسا چکر چل جائیگا اور پہلی والی کمپنی سے کتنی مشکل سے ہم نے جان چھڑالی۔ لیکن یہ بات کہ شرمبارک منداگر ٹھیک نہ ہو تو جیسے کہ مجیب بھائی صاحب اور دوسرے ساتھیوں نے کہا تو میں سمجھتا ہوں کہ بیشک بلوچستان کے تمام Parliamentarians اس پر سر جوڑ کے بیٹھ جائیں۔ کہ اسکے چلانے کیلئے کیا طریقہ کار استعمال کریں۔ ہم کس طرح اس کو چلا کیں۔ ہم کس طرح اس کو نقصانات سے بچائیں۔ ہم کس طرح اس کو سبیٹی دینے سے بچائیں۔ تو اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ ضرورت تو ہے۔ لیکن انٹریشنل کمپنیوں کے حوالے سے اگر کسی کمپنی کے ساتھ معاہدہ ہو بھی تو نیا معاہدہ اس وقت ہو سکتا ہے جب ٹیٹھیاں کمپنی کے تمام

cases ختم ہو جائیں۔ ورنہ اب ہم دوسری کمپنی کے ساتھ معاهدہ نہیں کر سکتے۔ خود اپنی سرزی میں پر، اپنے پراجیکٹ تو اپنے طور پر تو ہم چلا سکتے ہیں۔ اور تین، چار کروڑ کی ہمیں اجازت مل گئی ہے کہ آپ اس پر اپنا کام شروع کر لیں۔ تو ظاہر بات ہے کہ ہم اپنے قبضہ کو لینے کیلئے یا اپنے کام شروع کرنے کیلئے یا اپنے آپ کو یہ ثابت کرنے کیلئے کہ یہ پراجیکٹ ہمارے ہاتھ میں آ گیا۔ تو میں امام اللہ نو تیزی سے کہتا ہوں کہ اس معاملے کو مزید نہیں چھیڑا جائے۔ اور بہت ٹھنڈے دماغ سے، کیونکہ یہ سارے بلوچستان کے نمائندے ہیں۔ اور سارے بلوچستان کے نفع و نقصان اور مفادات کو دیکھتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ٹھنڈے دماغ اور بڑی مشاورت سے، کیونکہ اس طرح سے اب ہم انٹرنشنل کمپنی سے رونارور ہے ہیں۔ لیکن ہماری گیس پر تو اپنے لوگوں کا قبضہ ہے اور ہمیں اپنا حق نہیں دے رہے ہیں۔ اسی طرح گواہروالی قرارداد بھی آئیوالی ہے اس پر بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہم بہت سنجیدگی سے غور کر لیں۔ کیونکہ چار، پانچ بڑے جو پراجیکٹ ہیں، یہ ہماری نسل درسل، مستقبل کیلئے ایک معاملہ ہے۔ اگر ہم نے صحیح فیصلے کیئے تو اپنا بلوچستان، دئی کو تو چھوڑیں دنیا کا امیر ترین خطہ بن جائیگا۔ خدا نخواستہ اگر ہم سے یہ فیصلے ناواقفیت کی بنیاد پر یا غیر سنجیدگی کی بنیاد پر یا کسی اور خود غرضی کی بنیاد پر ہوئے تو پھر آئندہ نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ لہذا میں امام اللہ نو تیزی صاحب سے کہتا ہوں کہ اس پر غور کیا جائے۔ اور ملازمتوں کی حد تک تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

**جناب اسپیکر:** جی غلام دشیر صاحب۔

**میر غلام دشیر یادی:** جناب اسپیکر صاحب! جیسے میر امام اللہ خان اور دوسرے ساتھیوں نے سیند کیا ریکوڈ کے حوالے سے بات کی۔ ریکوڈ کو ہم second largest گولڈ اور کا پرا جیکٹ کہہ سکتے ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری سابقہ گورنمنٹ، سابقہ دور میں سننے میں یہی آیا تھا کہ دو شخصیات نے اربوں روپے آپس میں بانٹتے تھے۔ اگر ہم وہاں جائیں۔ جیسے میر مجیب الرحمن صاحب نے کہا کہ نوٹکی، چاغی، خاران، واشک، چارڈسٹرکٹ کے لوگ ہیں۔ میرے خیال میں سب سے زیادہ تو میر امام اللہ خان رور ہے ہیں کہ وہ اس علاقے کا نمائندہ ہیں۔ آس پاس نوٹکی، خاران، واشک۔ میرے خیال میں اس میں ملازمتوں کا کوئی بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور وہاں کے لوگوں کی حالت دیکھیے میں یہی سمجھوں گا کہ ہزاروں سال پہلے جو نسلیں گزر چکی ہیں انکی حالت، جو آج کل اکیسویں صدی کا جو ہم دعویٰ کرتے ہیں۔ انکی حالت اب بھی اسی استحکام پر ہے کہ وہاں پانی ہے نہ سکول ہے نہ نکلے لئے کوئی اور بندوبست ہے انکا سرمایہ صرف زمین، زمین تو اللہ پاک کی ہے۔ بعد میں جو قبائل وہاں پر آباد ہیں۔ میرے خیال میں ایسے پڑے ہوئے ہیں جیسے ہزاروں سال پہلے کی جو ہے۔

خالق ہوں۔ میں جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے تو یہی کہونگا کہ چیک ائینڈ بیلنس نہ ہونے کی وجہ سے اکثر ادارے سفید ہاتھی بن چکے ہیں۔ جیسے نیشنل ہائی وے کا ذکر کیا گیا۔ ہم تو صرف بے بسی میں کہہ دیتے ہیں ”کہ جی! انکو بلا یا جائے“، افسوس ہے کہ آپ ہمیں راستہ تو دکھاتے ہیں لیکن ہمیں راستہ نظر نہیں آ رہا۔ البتہ امام اللہ خان نے کہا کہ ڈاکٹر شمر مبارک منداور انکی ٹیم کو بلا یا جائے۔ میرے خیال میں یہاں ہمارے بہت سے نمائندے بیٹھے ہیں جنکو first time پیپر ورک میں پناچل رہا ہے کہ ریکوڈ کے۔ ابھی باہر نکلتے ہوئے ایک دوست نے کہا کہ یہ ”ریکوڈ کے ہے یا ریکوڈ کے؟“ تو اصل میں کچھ لوگوں کو پتا تک نہیں ہے۔ اور وہاں کے لوگوں کے حالات جیسے ساتھیوں نے کہا کہ ایک نشست ہو۔ ضروری نہیں کہ ہم اسلام آباد جائیں۔ یہاں اسمبلی ممبران کے حوالے سے اُنکے ساتھ ہماری ایک نشست ہو۔ اربوں روپے راتوں رات لوٹے جاتے ہیں یا اربوں روپے جو باہر کر پشنا کا تو ہم روتے ہیں لیکن چیک ائینڈ بیلنس نہیں ہے۔ تو آپ سے گزارش یہی ہے کہ اس پر ایک سخت پالیسی اپنائی جائے۔ آیا وہ لٹیرے کوں ہیں۔ یا پچھلے ادوار میں یا ہماری پچھلی گورنمنٹ میں کتنے لوٹے گئے۔ لہذا اس چیز کو آپ سے گزارش ہے کہ screen پر بلا یا جائے تاکہ ہمارے ہمارے ساتھی جو نام سے بے خبر ہیں، کل کو نہیں بھی پتا چلے کہ ہمارے پاس یہ second largest project ہے۔ شکریہ۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** پوائنٹ آف آرڈر؟

**جناب اسپیکر:** جی نہیں، اس بات پر ذرا confidencel میں لیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** جناب اسپیکر! گیٹ پر ملازمین احتجاج کر رہے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** ہاں! آپ دوں MPA's بھیجیں وہ ان سے بات کر لیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** مجیب صاحب اور منظور صاحب کو بھجواتے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** ہاں جی please جائیں۔ کافی دیر سے نفرہ بازی کر رہے ہیں۔ اچھا! میری ایک گزارش ہے۔ ایک تو معاملہ جو وہاں جو کچھ اسوقت موقع پر کام ہو رہا ہے اسے میں بلوچستان کی کتنی services ہیں، چاغی کے لوگ کتنے ہیں؟ اُسکے بعد نوشکی، واشک اور خاران کے کتنے لوگ کام کر رہے ہیں۔ اس مسئلے کو ایک طرف کر لیں۔ دوسرا مسئلہ، اس وقت ریکوڈ کا status کیا ہے؟ تیسرا مسئلہ قانونی پوزیشن کیا ہے؟ International Court of Justice میں میں نے بھی کہا جیسے پنس احمد علی صاحب نے بتایا۔ اور مجھے اندر وہی جو پتا لگا ہے کہ ہماری صوفی ائینڈ کمپنی وہاں گئی ہوئی ہے وکلاء کی۔ انکو اتنا response دے رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں نہیں case میں آپ کی position کمزور ہے۔ تو ابھی تک یہ position

ہے۔ تو ان چیزوں پر، جب تک یہ حالت ہے اُس کیفیت میں تو اُسی علاقے کے لوگوں کو services دینی چاہئیں۔ اسکو تو ایک طرف رکھیں نا۔ لیکن اصلی بات ہے کہ ہمیں آکے کوئی brief کرے، آپ اس مہینے میں brief کرنا چاہتے ہیں یا ایک مہینے کی مہلت دے کر کے اکتوبر کی 20 تاریخ کو کہ ہم اُس وقت تک منگوا لیں۔ آپکے ممبرز کی ٹولی briefing ہو۔ کہ اس وقت status کیا ہے؟ کیا کیا کیفیت ہے۔ آپکی کیا position ہے۔ کیسے آپ کریں گے اگر پچاس ارب کا خداخواستہ ہر جانہ آپکے خلاف ہو جاتا ہے تو پھر آپکی مستقبل میں کیا کیفیت رہیگی؟ جی زیارت وال صاحب یہ سوالات اٹھ رہے ہیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر) :** جناب اسپیکر! جو قرارداد دوست لائے ہیں جہاں تک اسکا متن ہے اس سے تقریباً ہم تمام صوبے کے رہنے والے متفق ہیں۔ دوسری بات جو آپ نے کہی، مولانا صاحب نے بھی اور دوسرے دوستوں نے بھی۔ جناب اسپیکر! ایک تو معاملہ صوبے اور مرکز کے درمیان تھاریکوڈ کے حوالے سے کہ یہ صوبے کی ملکیت ہے یا مرکز کی؟ یہ چلتا چلتا جب یہاں تک آگیا کہ یہ صوبے کی ملکیت ہے۔ اور جب صوبے کی ملکیت ہے تو سابقہ حکومت میں اُنکے ساتھ، اُنکے خلاف جو کہا یا جو کیا وہ اس حوالے سے court چلے گئے international court میں ہے۔ اور مجھے اسکا پتا نہیں چتا کہ court کے حوالے سے ہمارا status اس وقت کیا ہے؟ جہاں تک ملازمتوں کا تعلق ہے اس حوالے سے صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے قرارداد کے ذریعے مطالبه کر سکتی ہے اور ہم حق بجانب ہیں کہ اس کی ملازمتیں مقامی لوگوں کی ہوں۔ صوبے کے لوگوں کی ہوں۔ بلوچستان کے عوام کی ہوں۔ یہاں تک تو ہم اسکو کر سکتے ہیں۔ باقی اسیں دوسری چیزیں تو انہوں نے رکھی بھی نہیں ہیں۔ اور international court میں اگر آپ اسکا متن صحیح طریقے سے پڑھ لیں گے تو یہ ملازمتوں کی حد تک رہ جاتا ہے۔ تو ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔ اور ضروری بھی ہے اور ہم سب کا مشترکہ مطالبة بھی یہی ہے۔ اب court کے مطابق یہ کمپنی جیسے جاتی ہے تو پھر مرکز کا جو معاہدہ ہے اُنکے ساتھ، وہ تو پھر ہم پر لاگو ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ لاگو ہو گا تو پھر اس صورت میں وہ کمپنی اور مرکز کیا کچھ کرنا چاہتا ہے۔ تو میں آپکی باتوں سے اتفاق کرتا ہوں کہ ریکوڈ کے حوالے سے اُنکو یہاں بُلا�ا جائے ہمارے تمام ممبران کو اسمبلی اجلاس کے دوران یا بعد میں جو بھی آپ مناسب سمجھیں کہ اس پر ہمیں completely briefing ایک دیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب اب جب گئے ہیں تو بھی وکلاء کو لے گئے ہیں اُسکے لئے یہ case ہمارا چل رہا ہے international court میں۔ تو اس حوالے

سے آئین قانونی پچیدگیاں international law کے حوالے سے اگر ہیں تو پہلی بات یہ ہو گی کہ ہم اس پر انکو گلوکار کے ان سے اپنے آپ کو update کرو کے پھر جو ہم demand کرنے گے یا جو ہم مطالعہ کریں گے آئین شاید ہم حق بجانب ہونے لگے۔ جہاں تک ملازمتوں کی بات ہے اگر اس حوالے سے pass کرتے ہیں تو ہمیں کوئی اختلاف نہیں، یہ ہونی چاہئیں۔ thank you

**جناب اسپیکر:** ٹھیک ہے۔ پہلے میں صرف آپ کی قرارداد کی حد تک بات کروں گا اور جب انکو طلب کر کے پھر ہم وہ dates fix کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مشترکہ قرارداد نمبر 11 منظور کی جائے؟ مشترکہ قرارداد نمبر 11 منظور ہوئی۔ اور ابھی صوبائی اسمبلی یہ کریں گی کہ 20 اور 25 اکتوبر کے درمیان شرمند کو بھی طلب کریں گی اور آپ کی legal team جو internationality گئی ہے انکو بھی طلب کریں گی۔ کہ آپ کی proper briefing ہو۔ تو 20 اور 25 اکتوبر کے درمیان۔ اب اتنی جلدی وہ نہیں آئیں گے۔ کوئی کہاں ہے کوئی کہاں ہے۔ آپ انکو ایک مہینے کی مہلت دیں گے تو پھر وکلاء وغیرہ فارغ کر کے date اپنی نکال کے آپکے لئے آئیں گے۔ اور اتوار کے روز بھی کوئی briefing ہے تو اس پر بھی کوئی عارضی ہو گی کہ ہمیں آپ کے briefing دے جائیں۔ شکریہ۔ اگلی قرارداد ہے جی۔۔۔ (مدخلت) تو عید آپ چار دن دنبے کا ٹھیں گے یادس دن دنبے کا ٹھیں گے؟ نہیں وہ بھی ہے ناں تو 16 تاریخ کو عید ہے تو میں کہہ رہا ہوں 20 کے بعد۔ تو جلدی پتا لگ جائے۔ ایسا نہ پتا چلے کہ سب کچھ ہاتھ سے نکل جائے۔ بہت دیر ہو جائے۔ 20 کا مطلب ہے 22، 23، 24 یا یے جائیگا نا۔ چھ سات دن تو آپ اپنے حقوقوں میں گزاریں پھر واپس آ جائیں۔ ویسے بھی گوشت کھانے سے دو دن میں ہی آدمی تنگ آ جاتا ہے۔ تیسرا دن ہم کہتے ہیں کہ جی سبزی لگاؤ۔ اتنا گوشت ہم بلوچستان والے سارے کھاجاتے ہیں۔ اگلی قرارداد نمبر 12 آئین اظہار خان کھوسہ، میر عبدالماجد ابڑو، میر امان اللہ نو تیزی اور حاجی اکبر آ سکانی، ان میں سے کوئی بھی اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 12 پڑھ لے۔

### مشترکہ قرارداد نمبر 12

**میرا اظہار حسین کھوسہ:** ”ہرگاہ کہ جغیر آباد، نصیر آباد اور جمل مکسی کا شمار صوبہ کے زرعی اصلاح میں ہوتا ہے۔ اس وقت کی رہر کینال و دیگر کینالوں کے ذریعے 10 لاکھا بیکڑا راضی زیر کاشت لائی جاتی ہے۔ اور پچھی کینال کی تعمیر کے بعد 20 لاکھا بیکڑا راضی زیر کاشت لائی جاسکے گی لیکن اسکے باوجود مذکورہ اصلاح میں شوگر ملزقاً نہیں کی گئی ہیں۔ لہذا یہ یوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ ڈیرہ اللہ یار، صحبت پور، اوستہ محمد، اور ڈیرہ مراد جمالی میں شوگر ملزقاً کرنے کی منظوری دی جائے۔“

**جناب اپیکر:** اس سلسلے میں آپ کچھ کہیں گے؟

**میراٹھار حسین کھوسمہ:** ہمارا بہت بڑا ایریا جس میں صحبت پور، دولت پور، میہو پور، مانچھی پور، پنہور سنہرہ، گندراخہ، اوستہ محمد، پٹ فیڈر ریروں، ڈیرہ مراد جمالی کے ارگردیہ علاقے زیادہ سیم و تھور سے تباہ ہو چکے ہیں۔ اسلئے کہ وہاں پیدی کاشت کی جاتی ہے۔ شالی کاشت کرنے سے شاید زیادہ پانی اُسیں آ جاتا ہے تو بہت زیادہ سیم و تھور سے تباہی ہو گئی اور 70 ہزار ایکڑ زمین وہاں غیر آباد ہو چکی ہے۔ اگر وہاں شوگر مل قائم ہو تو یہ 70 ہزار ایکڑ زمین آباد ہو جائیگی اور لوگوں کا دھیان اس طرف چلا جائیگا۔ تو یہ سب پیدی کی، کاشن اور گنے کی طرف آ جائیں گے۔ اس سے علاقے کو بہت بڑا فائدہ ہو گا اور وہاں روزگار کے موقع پیدا ہونگے۔ تو اسلئے شوگر کا کارخانہ لگنے سے اس میں تین ہزار سے پانچ ہزار لوگوں کی کھپت ہو جائیگی۔ اور اسکے علاوہ وہاں اس سے بھی بیڈا کی جاسکتی ہے اور گتے کا کارخانہ بھی بنایا جاسکتا ہے۔ جس سے علاقے کو بہت بڑا فائدہ ہو گا۔ تو میری آپ سے یہ التماس ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ سے رجوع کیا جائے کہ وہاں ایک شوگر مل بنائی جائے۔ بہت شکر یہ۔

**جناب اپیکر:** ابڑو صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

**میر عبدالماجد ابڑو:** جناب اپیکر صاحب! جیسے کہ آپ کوپتا ہے کہ ہمارا علاقہ خاص کر نصیر آباد ڈویژن ایک زرعی بیلٹ ہے لیکن بدلتی ہماری بلوچستان کی یہ ہے کہ یہاں ریسرچ کے علاوہ کسی قسم کا کوئی کام نہیں ہو رہا۔ اور باپ دادا کے زمانے سے ہمارے کاشت کاروں ہی فصلیں اگارہے ہیں جو روایتی چلی آ رہی ہیں۔ لیکن ہم ان میں کوئی modify کی نہ کوئی نئی اجناس وہاں لائے۔ ہم صرف وہاں شالی کاشت کرتے ہیں۔ جملی وجہ سے آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے صحبت پور یا مانچھی پور کا جو علاقہ ہے وہ سارا سیم و تھور کی نظر ہو گیا ہے۔ ہماری قیمتی زمینیں ضائع ہو رہی ہیں اور اسکے ساتھ پانی بھی ضائع ہو رہا ہے۔ تو ایسی اجناس وہاں لگائی جائیں۔ جیسے کہ میراٹھار خان کھوسمہ نے کہا کہ ہمیں شوگر مل لگانی چاہیے تاکہ علاقے میں ایک نیا trend تعارف ہو سکے۔ کیونکہ ہمارے علاقے میں کوئی شوگر مل ہے نہ کاشن فیکٹری۔ تو ان چیزوں پر اگر دھیان دیا جائے، گورنمنٹ اگر اس طرف بھی سوچے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم کاشن کاروں کو بہت کچھ دے سکتے ہیں۔ اور اسکے علاوہ ہم اپنے پانی کو بھی ضائع ہونے سے بچا سکتے ہیں اور اپنی زمینوں کو بھی محفوظ کر سکتے ہیں۔ اسکے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ جیسے کہ ہم قرارداد pass کرنے جا رہے ہیں۔ لیکن اس پر عمل کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ تاکہ جو قرارداد یہاں سے pass ہو اور اس پر عمل بھی ہو۔ تو انشاء اللہ ہمیں امید ہے کہ ہمارا بلوچستان آہستہ آہستہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا۔ مہربانی۔

**جناب اپیکر:** شکریہ جی۔ میرے خیال میں اس پرتوکسی کو۔۔۔ (داخلت) ہاں پرائیویٹ ادارے سے ہمیں contact کرنا پڑیگا، زمیندار ہوتے ہیں لیکن وہ چمن کے کار و باری لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان کے پاس پیسے بہت ہوتا ہے۔ جی منظور کا کڑ صاحب۔

**جناب منظور احمد خان کا کڑ:** جناب اپیکر! میں، محیب حسنی صاحب اور ہینڈری صاحب، ہم باہر گیٹ پر BDA کے ملازمین سے مذاکرات کرنے لگئے تھے۔ ان سے ہماری بات ہوئی ہم نے کہا کہ C.M صاحب نہیں ہیں۔ جب وہ آئینگ تو دوبارہ ہم کے ان سے بات کریں گے زیارت وال صاحب اور نواب شاہوانی صاحب بھی ہونگے۔ انہیں یقین دھانی کرادی کہ آپ لوگوں کو پانچ مہینے کی تاخواں ایں انشاء اللہ جلد عید سے پہلے ملیں گی۔ تو انہوں نے اس یقین دھانی پر اپنا دھرانا ختم کر دیا۔

**جناب اپیکر:** ٹھیک ہے۔ C.M صاحب کا انتظار کرتے ہیں۔ جی آغالیا قت صاحب۔

**سید لیاقت علی آغا:** جناب اپیکر! جو قرارداد شوگرمل کے متعلق پیش کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ شوگرمل کے لائنس و فناقی حکومت issue کرتی ہے۔ منظری آف ایگر یکلچر اسکو analysis کرنے کے بعد منظری آف کامرس یا اندسٹریز سے کہتی ہے کہ وہ یہ لائنس issue کرے۔ اس وقت پاکستان میں چونکہ شوگر surplus ہے۔ اور دوسری مختلف Banks آسمیں فناں کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اور منظری آف فناں وہ بھی اس بات پر رضامند نہیں ہے کہ مختلف بینکوں سے کہتے کہ وہ آسمیں investments کریں۔ تو اس سلسلے میں میری اس قرارداد کے حوالے سے یہ گزارش ہے کہ سب سے پہلے یہ House لئے لائنس grant کرنے کی سفارش کرے۔ تاکہ لائنس ہمیں مل جائے، تو پھر ہم ادھر جو چیزیں آف کامرس ہے، چیزیں آف ایگر یکلچر ہے، وہ سروڑ کر بیٹھ جائیں اور آسمیں investment جو 25% ہمیں کرنی پڑتی ہے، اسکا بندوبست کریں۔ جب وہ بندوبست ہو جاتا ہے تو آپکو loans کیلئے اگر اس علاقے کے لوگ نہیں ہیں، تو باقی علاقے کے لوگ بھی تیار ہیں وہ بھی investment کر سکتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم صرف پہلے اسکے لائنس کیلئے ایک قرارداد پاس کریں۔ کیونکہ بلوچستان میں ابھی تک کوئی شوگرml قائم نہیں ہوئی ہے۔ اور اس علاقے کا right ہے، اس علاقے کا حق ہے یہاں شوگر پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ شوگر پنجاب اور سندھ کے شوگر سے quality میں بھی بہت اچھی ہے۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ ہم ایک مشترک قرارداد پاس کریں۔ اور سینئرل گورنمنٹ سے کہیں کہ ہمیں اس کا لائنس grant کیا جائے۔ شکریہ۔

**جناب اپنیکر: جی کھیتان صاحب۔**

**سردار عبدالرحمن کھیتان:** جناب اپنیکر صاحب! جیسے آغازیات نے کہا کہ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ شوگر مل کون لگایگا۔ آپکے جعفر آباد اور جن جن جگہوں کا نام لیا، ادھر بھی ہے پیسے لوگوں کے پاس ہے۔ پھر Banks ہیں، زراعت پیشہ لوگ ہیں، کافی آمد فی ہے۔ بنیادی چیز یہ ہے کہ اسکے لئے لائنس یا NOC کیونکہ یہ ٹیکسٹائل اور شوگر انڈسٹری، ان پر ایک مافیا بنا ہوا ہے۔ جو ملیں انہوں نے قائم کر دی ہیں، اسکے بعد کسی کو اجازت ہی نہیں دے رہے ہیں کہ کوئی نئی مل لے۔ چاہے وہ بلوچستان کا ہے، چاہے پنجاب کا ہے یا کہیں کا بھی ہے۔ اور اسیں سارے بڑے۔ جیسے شریف فیملی، جہانگیر ترین والے، زرداری اور منشاء گروپ انہوں نے شوگر کی اتنی انڈسٹریاں لگائی ہیں، خاص کر شوگر پر ایک monopoly ہے۔ اور چار پانچ مہینے انکا season ہوتا ہے اسیں وہ اتنا کمایتے ہیں کہ انکی دس نسلوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔ ہم برادر شوگر مل گئے تھے وہ نواز شریف کا کوئی کزن تھا ہم دیکھ کے حیران رہ گئے۔ کہ وہاں سے لوگ ادھر شکار کھیلنے کیلئے آتے ہیں۔ اور اسکی جو شوگر مل تھی، اسیں 70 ایکڑ پر تو ایک شکارگاہ بنی ہوئی تھی۔ پھر اس نے جو calculation ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ میاں صاحب! season کا آپ کتنا بچا لیتے ہیں، کوئی دس، بیس کروڑ؟ تو اس نے کہا کہ ”آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔ پھر ہم مل بندہ کر دیں“۔ تو بلوچستان کیلئے انڈسٹری لازمی ہے یہاں لوگ بیرون گاہر ہیں۔ تو اسیں یہ قرارداد کی صورت میں یار حیم زیارت وال صاحب جاتے ہیں، ایک بھی ہے یا جو بھی مرکز میں۔ بلوچستان کیلئے ایک اپنیکر پیکنچ انڈسٹری کا دیں۔ ابھی ہماری حب کی جو انڈسٹری وہ تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ کوئی دھی کا آدمی تھا، اسکو بخت کی صورت میں دھمکیاں لیں وہ تالے لگا کے بھاگ گیا۔ اسی طریقے سے جو مافیا تھے، وہ مشینری لے آتے ہیں، اسکی erection ہوتی ہے۔ ایک سال کے بعد وہ مشنری پھر پنجاب shift ہو جاتی ہے۔ اور لیکس بچا کے۔ تو یہاں کوئی اس type کا، یہ چیبر آف کامرس بہتر سمجھتا ہے۔ میں بھی اسکا ایک چھوٹا سا ممبر ہوں۔ یہ work-out کریں کہ بلوچستان کیلئے اپنیکر انڈسٹری میں خاص کر جو آپکے زون ہیں۔ کوئی نہ، ترتبت اور حب۔ اسکے لئے خاص special package دیں۔ اور incentives دیں تاکہ لوگ یہاں انڈسٹریز لگائیں اور اسیں ہمارا بندی مسئلہ جو بیرون گاہری کا ہے وہ حل ہو سکے۔ تو شوگر کا میر صاحب نے کہا اسیں آپکا علاقہ بھی involve ہے۔ ہمارے علاقے بھی اسیں fertile ہیں، گنے کی کاشت میں، لورالائی، بارکھان یا surrounding areas یہ بھی ہیں۔ ہم وہاں انڈسٹری لگا سکتے ہیں۔ اتنی بڑی برادر شوگر مل جتنی نہ سہی، ایک اسکا چھوٹا سا پچھلی بھی لگا سکتے ہیں۔ اسیں ایک مقابلے کی فضا قائم ہو گی۔ اس وقت جو غریب،

80، 90، 100 ایک 20 اور ڈیڑھ سوروپے میں فی کلو لیٹا ہے، جب monopoly ٹوٹے گی اور مقابلے کار جان ہو گا۔ تو اس سے نیچے آئیں گے اور اسمیں غریب کا بھی فائدہ ہے اور بلوچستان کے عوام کا بھی فائدہ ہے۔ جو بے روزگاری اور دشمنگردی ہے اس پر بھی اسکا فرق پڑیگا۔ شکر یہ جی۔

**جناب اسپیکر:** principle in تو میرے خیال میں we agree لیکن یہ ہے کہ اسکے modelaties کیسے طے کیے جائیں؟ کیسے وہ لائنس نکال کر لائیں۔ اور بلوچستان صوبائی حکومت کا بھی حصہ ہو۔ اٹھارویں ترمیم کے بعد اسلام آباد نے اپنے آپکو محفوظ رکھنے کیلئے فوڈ سیکورٹی کی منظڑی بنادی ہے۔ زراعت، لا یوسٹاک اور فشریز وغیرہ اپنے ساتھ میں رکھنے کیلئے انہوں نے ہرگز کیا ہے۔ کہ آپکے پاس جو ادارے آئے ہیں ان میں اسکا بھی عمل خل ہو۔ زیارت وال صاحب نے بہت بڑی game کھیلی ہے، اپنے M.C صاحب کے ساتھ، نواب شاء اللہ کے ساتھ ملکر کہ یہ چیزیں اپنے ساتھ میں رکھنی ہیں۔ احساس دلانا ہے کہ ہم بھی ہر چیز میں شریک ہیں۔ ہاں مولانا عبدالواسع صاحب کو بھی ساتھ لے جائیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** جناب اسپیکر! آپ نے کہا کہ game کھیلی ہے۔ rights نہیں ہے یہ ہمارے rights ہیں صوبے کے لوگوں کے، عوام کے۔ ہم کسی کے ساتھ game نہیں کھیل رہے۔ جو ہمارے due rights ہیں اُنکا ہم مطالبہ کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! جہاں تک دوستوں کی قرارداد کی بات ہے، واقعاً یہ ہمارا حق ہے۔ اسلئے کہ جناب اسپیکر! کوئی میلکی ٹیکسٹائل مل تھی۔ اور اس وقت کے گورنر جنرل رحیم الدین نے اخبار میں ایک statement دی تھی۔ کہ ”یہ مل کیسے لگی ہے اور کیونکر چل رہی ہے؟ جس کا خام مال صوبے میں موجود نہیں“

**جناب اسپیکر:** آپکی ہر نانی مل کے ساتھ کیا ہوا؟

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** اب صورتحال یہ ہے کہ سبی سے آگے لوارالائی اور خضدار میں cotton growing areas ہمارے بن گئے ہیں۔ لوگ باقاعدہ کاشت کر رہے ہیں۔ اور ہزاروں ایکڑ پر کاشت کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! گزارش یہ ہے بنا دی طور پر کہ ہمارے لوگ، جو ہم ایک دوسرے کو دھکے دے رہے ہیں، سرکاری ملازمتوں کیلئے میرٹ کو پامال کر کے، یہ تمام یہ روزگاری کی وجہ سے ہیں۔ اور یہ روزگاری جس چیز سے ختم ہو سکتی ہے، وہ ہے اندھڑی، صحیح معنوں میں ماں نگ۔ وہ چیزیں ہمارے پاس ہیں، صوبے کی ہیں لیکن ہم اسکے مالک نہیں ہیں۔ صنعت کے حوالے سے، حب میں جو لوگیں ہیں، ان میں سارے کراچی والے کام کر رہے ہیں، فائدہ وہ اٹھارہ ہے ہیں ہم تو ملکوں کی حیثیت سے بیٹھے ہیں۔ اور ماں ز کے

حوالے سے جتنے بھی آپکی مانزہیں، جس نے بھی الٹ کی ہیں اب بھی وہ اُن پر قابض ہیں۔ ہمارے اور آپ کے لگے کچھ نہیں پڑ رہا ہے۔ تو جناب اپسیکر! اس بنیاد پر پورا House یہ کہنے میں حق بجانب ہو گا کہ صوبے کے ساتھ ماضی میں انہوں نے نظر اندازی کی ہے۔ اور جو ملرو ہماری پہلے سے موجود تھیں، ہر نائی ولوں مل۔ مستونگ چوتو ولوں مل۔ بلیں ٹیکٹائل مل۔ یہ کپڑے کے کارخانے تھے۔ اور انگریز کے فوراً بعد قائم ہوئے تھے۔ اور اعلیٰ معیار کا کپڑا بنا رہے تھے۔ اور جان بو جھ کر خسارے میں ظاہر کر کے انکو بند کر دیا گیا۔ ہر نائی جیسے چھوٹے علاقے میں 1800 لوگ تین شفتوں میں وہاں کام کرتے تھے۔ اب 1800 لوگوں کو کھپانے کیلئے، انکو روزگار دینے کیلئے آج کی دنیا میں میں، آپ، پورا صوبہ یہ سارے دیکر انکو یہ ملازمتیں نہیں دے سکتے۔ تو جناب اپسیکر! ہمارے پاس اس حوالے سے وسائل ہیں۔ قدرت نے ہمیں دیے ہیں۔ آپ لائیو اسٹاک کو لیں، ہمارے پانچ چھ اصلاح ایسے ہیں جسمیں ژوب، شیرانی، موسیٰ خیل، بارکھان، قلعہ سیف اللہ کا تھوڑا سا حصہ اور ہر نائی۔ یہ مون سون کے رینٹ میں ہیں۔ 18 سے 22 انج تک سالانہ بارشیں ہوتی ہیں۔ اور قدرتی بارش پر ہم کتنا کر سکتے ہیں لیکن ہم نے آج تک کوئی انتظام نہیں کیا۔ اور کسی نے بھی اس طرف توجہ نہیں دی۔ صوبے کو تو کیا ہم شاید ملک کے آدھے حصے کو گوشہ، دودھ، مکھن اور ڈیری میں خود کفیل بنا سکتے۔ لیکن ہم نے نہیں بنایا، ہم نے توجہ نہیں دی۔ ہم نے ان چیزوں کو اس طریقے سے نہیں لیا۔ مولانا عبد الواسع کی جاسیداد سمجھ کر زیارت وال مخالفت کرتا رہا۔ آپکی جاسیداد سمجھ کر میں مخالفت کرتا رہا۔ میری جاسیداد سمجھ کر کوئی دوسرا دوست مخالفت کرتا رہا۔ یہاں ضرورت اس امر کی ہے کہ صوبے کے باسیوں کی حیثیت سے جو چیزیں ہماری ہیں، ہم سب اس پر ڈٹ جائیں یہ ہم مانگیں۔ یہ ہمارا حق ہے یہ صوبے کا حق ہے۔ اٹھارویں ترمیم ہو چکی ہے۔ لیکن اٹھارویں ترمیم کی حد تک بہت بہتری آئی ہے۔ لیکن آج بھی لوگ satisfy نہیں ہیں۔ آج بھی ملک میں رہنے والے لوگ مطمئن نہیں ہیں۔ اُنکی اور ہیں۔ آج بھی ہمیں وہ حق نہیں مل رہا۔ ریکوڈ کر کر کوئی دوسرے دوست مخالفت کرتا رہا۔ یہاں ضرورت demands چیز رہے ہیں۔ یہاں زرغون میں گیس نکلی ہے۔ ہم سب یہاں بیٹھے ہیں، یہ صوبے کا با اختیار ادارہ ہے۔ کسی کو پتا نہیں ہے کہ اسکے ٹینڈر رکب ہوئے ہیں اور اس کا ٹھیکہ کس نے لیا ہے؟ اور وہ کس راستے سے لارہے ہیں؟ اور دمڑ قبیلہ زرغون کا مالک ہے، ان کے ایک آدمی کو بھی اس میں ملازمت نہیں دی گئی ہے۔ آپ اُنکے پاس جائیں وہ کاغذ پر آپ کو دکھاتے ہیں ”فلاناں فلا ناں“۔ بھئی یہ لوگ کہاں ہیں؟ کہتے ہیں ”انکا کوئی پتا نہیں ہے“۔ تو جناب اپسیکر! آپکے تو سط سے، پورے ایوان سے ہماری یہ گزارش ہے کہ صوبے کے جو وسائل ہیں، جہاں بھی ہیں، جس علاقے سے جو چیز نکل رہی ہے۔ پہلا right ان لوگوں کا بنتا ہے۔ اُنکو ہم نے نظر انداز کر دیا ہے۔

اور چیزوں کو اپنی ملکیت سمجھ کر، میں اسلام آباد تک گیا۔ اور انکو سمجھا سمجھا کر، جمالي صاحب! as a Speaker، ایمانداری کی بات یہ ہے کہ جھوٹ بول بول کر ہماری سب چیزوں پر، کاغذ پر، فلاںے فلاںے کو سامنے رکھ کر۔ یہ اچھا تھا کہ جامِ کمال صاحب جو پیڑو لیم کے منستر تھے، وہ ہماری زبان ہمارے لہجے اور ہمارے rights کو سمجھ سکے۔ انہوں نے کہا ”کہ یہ کس بنیاد پر ہوا تھا، مجھے اسکی خبر کیوں نہیں ہے؟“ تو وہ ہمگی بنا کر رہ گئے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ واقعی یہ چیزیں ایسی ہیں۔ اور مرکز سے میری یہ گزارش ہے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے سے کہ اس صوبے کے ساتھ بہت کچھ ہو چکا ہے اب بس کرے اس صوبے کو اس ملک کا حصہ سمجھے۔ اور اس کے عوام کے rights کو سمجھ کر انکو organize کرے۔ انکو دے اور انکو مطمئن کرے۔ ورنہ یہ جو ہم request کرتے ہیں کہ فلاں جگہ پر یہ ہورہا ہے۔ فلاں جگہ پر یہ ہورہا ہے۔ ان محرومیوں میں لوگوں کے پاس دوسراستہ پھر میرے خیال میں نہیں رہتا۔ اب یہ جو راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ یہ کتنا سنگین ہے ہم کس مشکل میں ہیں۔ اس صوبے میں کتنے مشکل میں ہم رہ رہے ہیں۔ تو جو بھی دنیا کی قوتیں ہیں یا ملک کے جو سنجیدہ لوگ ہیں۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ یہ قرارداد اور اس طرح کی مزید قرارداد ایں مختلف موضوع پر لائی جاسکتی ہیں۔ ہم انکی attention اُنکی توجہ چاہتے ہیں۔ اور ان سے ان مسائل کا حل چاہتے ہیں۔ اس طریقے سے انکا حل نہیں ہے کہ ہم قرارداد پاس کر کے وہاں بھجوادیں اور وہ روڈی کی ٹوکری میں ڈال دیں۔ یہ طریقہ بھی ٹھیک نہیں ہے اس سے اور اشتغال بڑھے گا اس سے لوگوں کے مطالبات میں اضافہ ہو گا۔ تو یہاں میں دوستوں کی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ اور ہمارے صوبے میں کاثن اور شوگر کی ملیں لگنی چاہئیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ چاول، میوہ جات اور سبزیوں کو محفوظ رکھنے کے لئے ہمارے پاس store نہیں ہے۔ بعض ہمارے زمیندار کھڑی فصلیں ٹھاٹرائیے زمین پر پڑے ہوئے جیسے زمین کو سرخ رنگ دیا ہو۔ اسکو توڑنے اور مارکیٹ تک پہنچانے کے لئے خرچ پورا نہیں کر سکتے تو وہ ایسے ہی ضائع ہو جاتے ہیں۔ پھر پیاز کی فصل ہے وہ بھی زمین پر ایسے ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ تو جو صورتحال ہے اسکا properly ہمیں علاج کرنا ہو گا۔ زراعت اور اریگلیشن کو پابند کرنا ہو گا۔ بہر حال اس قرارداد کی ہم حکومت کے طور پر حمایت کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ صرف یہ نہیں اسکے علاوہ کاثن اور چاول کی ملیں بھی لگنی چاہئیں۔ اور دوسرے، تیسرا جو کارخانے، آج کی دنیا میں لوگوں کی جو ضرورتیں ہیں۔ اسی طریقے سے، انسان کی حیثیت سے ہماری بھی ضرورتیں ہیں۔ اس بارے میں مرکز پوری توجہ دے کر اسکو consider کرے اور ہمیں اس کے لئے لائنس جاری کرے۔ اور یہی باتیں ہم دوستوں کے ساتھ، قومی اسمبلی میں جمیعت علماء اسلام، اے این پی، پشتو نخواہی عوامی پارٹی اور مسلم لیگ کے لوگ ہیں۔

اُن سے بھی کہتے ہیں کہ وہ تو می اسمبلی اور سینٹ میں، ان چیزوں کو ان بنیادوں پر اٹھائیں۔ اور صوبے کے جو rights due ہیں انکو حاصل کرنے کیلئے وہاں جدو جہد کر کے ہماری مدد کریں۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ جی۔ کیونکہ وہ پارلیمانی طریقہ ہے اُسمیں قرارداد کو لانا ہے اور اُسی میں منظور کر دیں۔ پھر میں بعد میں آپ سے ایک گزارش کروں گا اُس پر ذرا آپ کو خیال کرنا پڑے گا، دھیان دینا پڑے گا۔ سوال یہ ہے کہ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 12 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔ اس سے پہلے کہ میں آخری قرارداد پر چلوں۔ آج کے جو سود کے بارے میں ہے۔ وہ بھی بڑی interesting ہے۔ زیارت وال صاحب! مولانا عبدالواسع صاحب! آپ کو اسی اسمبلی میں سے task force بنانی پڑے گی، time دینا پڑے گا۔ پھر لوچستان کا مسئلہ حل ہو گا۔ جیسے کالا باعث ڈیم پر پختونخوا کے سارے دوست اکھٹے ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں بھی اکھٹے ہو کر اپنی چیزیں لینی پڑے گی۔ اگر اس طرح ہم علیحدہ علیحدہ گھوڑے بھگاتے رہیں۔ پھر ہم کچھ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ زیارت وال صاحب! 1999ء میں ٹیوب و لیز کا مسئلہ تھا۔ اپوزیشن اور ٹریئری پنج اور میں وزیر اعلیٰ تھا۔ ہم سب اکھٹے میاں نواز شریف کے پاس گئے اور انکو منوا کر آئے۔ کہ یہ آپ کی اسمبلی آئی ہے۔ حزب اختلاف، حزب اقتدار، دونوں۔ وہ ادھر من گئے۔ اور سب اکھٹے چلے گئے۔ یہی ماحول پیدا کرنے کے لئے تو مسائل حل ہوں گے۔ وہاں جا کر اسلام آباد، پھر ایک آواز، ایک سوچ آپ کو اختیار کرنا پڑے گی۔ جی! Thank you! اس پر سوچیں task force بنائیں۔ اور اس پر ساتھیوں کو اعتماد میں لیکر سب روانہ ہو جائیں۔ گل محمد دمڑ صاحب! اپنی قرارداد نمبر 13 پیش کریں۔

### قرارداد نمبر 13

**حاجی گل محمد خان دمڑ:** جناب اسپیکر! شکریہ۔ ”ہرگاہ کہ اس وقت صوبہ میں بالعموم کوئی میں بالخصوص سود کا کاروبار عروج پر ہے جو کہ سراسر اسلام کی روح کے منافی اور اللہ تعالیٰ سے گھلی جنگ ہے۔ جبکہ دوسری جانب اس مکروہ کاروبار میں ملوث مسلمان نہ صرف آپسمیں دست و گریاں ہیں۔ بلکہ اس وجہ سے اب تک لاکھوں گھرانے اُجڑ بھی چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے صوبہ کے عوام میں کشیدگی اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ سود جیسے مکروہ اور گھناؤ نے کاروبار کے تدارک کیلئے عملی اقدامات بروئے کار لائے۔

**جناب اسپیکر:** جی قرارداد پیش ہوئی۔ اس سلسلے میں آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

**حاجی گل محمد خان دمڑ:** sir آپ یقین جانیں کہ یہ جو payment کا کاروبار ہے، میرے خیال میں

بہت سے ہمارے علاقے جس کا بابت لالہ صاحب کو پتا ہے، لورالائی، سنجادی، ڈکی، چمن اور میرے خیال میں بارکھان میں بھی شاید یہ کاروبار عروج پر ہے۔ اس سے جان نہیں چھوٹتی، بہت سے لوگ میں نے دیکھے ہیں کہ دس دس، بیس بیس کروڑ وہ ادا کر چکے ہیں لیکن اسکے پاس موڑ سائکل تک میں نے نہیں دیکھی۔ تو میرے خیال میں بہت سے لوگ ابھی بھی payment کا کاروبار کر رہے ہیں۔ اور وہ سال میں ڈبل پیسے کمائلیتے ہیں۔ تو اس وجہ سے لوگ پھر انکے گھروں میں آ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ ”کہ بھئی! میری payment کر دو یا مجھے زمین دے دو۔“ یہاں تک میں نے، نام نہیں لینا چاہوں گا۔ کوئی بندہ کسی کے گھر آیا۔ کہ ”بھئی! آپکا بھائی لدھر ہے اس سے payment لینی ہے؟“ تو اس نے کہا ”کہ وہ تو یہاں نہیں ہے۔“ اس نے کہا کہ ”اُسکی بیوی تو ادھری ہے۔ وہ مجھے payment کرے۔“ تو یقین جانیں کہ اسکے ساتھ لڑائی جھੜڑا کر کے بعد میں اپنے بھائی کی زمین اُسکو دے دی۔ بہت سے عزت دار لوگ میں نے دیکھے ہیں جتنی کروڑوں کی زمینیں اسی کاروبار میں چلی گئیں۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے یہ قرارداد اہم ہے اس کاروبار پر سزا مقرر ہونی چاہیئے تاکہ کم از کم یہ کاروبار توڑک جائے۔ اور مزید لوگ اس سے بچ جائیں۔ یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ کوئی میں لوگ یہی کاروبار کر رہے ہیں اور کروڑوں روپے کمار ہے ہیں۔ اور یہ نہیں دیکھتے کہ اس سے دوسروں کے گھر اجڑ رہے ہیں۔ میری صوبائی حکومت سے بھی گزارش ہے کہ خدا کیلئے اس کاروبار پر پابندی لگائی جائے۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ۔ جی بابت صاحب۔

**جناب عبد اللہ جان بابت:** حاجی گل محمد ذمہ نے واقعی اچھی بات کہی میں اسکی حمایت کرتا ہوں۔ جس چیز میں مددت ہو وہ سو دکھلاتی ہے یہ تم نے اسکوں میں پڑھا ہے۔ بہت سے لوگوں کو اس میں ایسا پھنسایا جاتا ہے کہ اُنکی تمام جائیدادیں اس میں چلی جاتی ہیں۔ یہ تمام چیزیں سر عام ہو رہی ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ باقاعدہ اس پر رسید دیتے ہیں۔ اس پر قتل ہوئے ہیں۔ یہ کیا سفید پوش ہیں یہ لوگ تو سودخور ہیں۔ یہ سود دار سود کر رہے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ جی۔ جی آ غالیاقت صاحب۔

**آغا سید لیاقت علی:** جناب اسپیکر! گل محمد ذمہ صاحب جو قرارداد لائے ہیں یہ بہت اہمیت کی حامل ہے۔ فارسی میں کہتے ہیں کہ (دیر آید روست آید) اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور میں جناب زیارت وال صاحب کو داد دینا چاہتا ہوں۔ کہ میں اور زیارت وال صاحب اس بارے میں چیف سیکرٹری اور چیف منسٹر صاحب سے ملے تھے۔ اور ہم نے باقاعدہ ایک bill وزارت قانون کو دیا ہے۔ جو عنقریب قانونی شکل میں آئیگا۔ جناب! قرارداد

سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ موجودہ حکومت اس معاملے کو بڑی seriously لے رہی ہے۔ اور یہ وزارت قانون کے پاس ہے اور اگلے سیشن میں یہ پیش ہو جائیگا۔ میں دمڑ صاحب اور باقی ووستروں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بڑا خطرناک معاملہ ہے سودا کا معاملہ ہے اسلامی نظریاتی کو نسل نے بھی اس کے خلاف بولا ہے۔ بدمتی سے کچھ لوگوں نے، جو قسطوں والا ہے اسکو جائز قرار دیا ہے جو کہ سراسر ناجائز ہے۔ ہم فتویٰ تو نہیں دے سکتے علماء صاحبان بیٹھے ہیں۔ یہ ناجائز اور ظلم ہے۔ قانون کو آنے دیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ معاملہ، بہت جلد حل ہو جائیگا۔ مہربانی sir۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ جی۔ مولانا عبدالواسع صاحب۔

**مولانا عبدالواسع (قاہد حزب اختلاف):** شکریہ جناب اسپیکر۔ یہ کاروبار ہر جگہ چل رہا ہے۔ عزت دار شریف لوگوں کے بچے انکے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ یہ ہمارے دور حکومت میں ختم نہیں ہو سکا ہم تسلیم کرتے ہیں۔ ہم حکومت اور اپوزیشن والے مشترک طور پر آج سے یہ عزم کر لیں اور ٹینکنیکل لوگ، ماہرین اور Lawers سے رائے لے کر ایک bill تیار کر کے آئیں تاکہ باقاعدہ قانونی طور پر ہم ان پر ہاتھ ڈال سکیں۔ یہ قرارداد آج پاس کر کے ایک بنیاد بنا کر کے اور اسکے بعد حکومت اور اپوزیشن فوری طور پر اس طرح قانون سازی کر لیں کہ یہ معاملہ بالکل ختم ہو جائے۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ جی۔ زیارتوال صاحب مولانا صاحب نے تو آسان کر دیا۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ جو قرارداد اسمبلی کے فضل رکن حاجی گل محمد دمڑ صاحب نے پیش کی اُسمیں payment کا لکھا ہوا ہے۔

**جناب اسپیکر:** نہیں اسکو آپ improve کریں گے۔ لیاقت آغا نے جوبات بتائی ہے اُس کا آپ اگر ذکر کر لیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** تو میں اس پر آتا ہوں جہاں تک payment کی بات ہے اسکیلئے ہم bill تیار کر کے لاءِ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کر چکے ہیں اور بہت جلد آپکے سامنے آ جائیگا۔ اُس کو ہم پاس کر لینیں گے۔ معاشرتی بُرا یوں میں ایسی برائی بھی ہے جس پر خود اللہ تعالیٰ اور اسکے پیغمبر نے مداخلت کی ہے۔ سوداں معاشرتی بُرا یوں میں سے ایک برائی ہے کہ اُس پر اللہ تعالیٰ نے خود کہا ہے کہ ”جو آدمی سود کرتا ہے اُس نے میرے خلاف اعلانِ جنگ کیا ہے“۔ پیغمبر ﷺ خود یہ کہا ہے۔ تو سود کے بارے میں دورائے نہیں ہو سکتی۔ اسلام نے جس چیز کو حرام قرار دیا ہے اور یہ حرام ہے۔ اور payment کا جو کاروبار ہو رہا ہے اسکے

لیئے ہم نے قانون بنایا ہے وہ table ہو جائیگا۔ جہاں تک سود کی بات ہے۔ ہم مسلمان ہیں اسیں شکنہ نہیں ہے لیکن ہمارے تمام پینکس سود پر چل رہے ہیں۔ آپ کوئی بینک ایسا نہیں ہے جو سود سے پاک ہو۔ ایک دو کوچھوڑ کے اگر ہیں بھی۔ اُسکے لئے راہ نکل جائے۔ اور آپ کی گورنمنٹ کی جتنی چیزیں ہیں جن سے آپ قرض لے رہے ہیں جن کو آپ قرض دے رہے ہیں۔ یہ سارے سود کے معاملات ہیں اُس میں ہم سود دیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ میں دے رہا ہوں مجھ سے پہلے جو لوگ رہے ہیں وہ بھی دیتے رہے ہیں۔ ضیاء الحق کے دور میں بھی اس پر کافی debate ہوئی تھی۔ اور پورے ملک میں سود کو ختم کرنے کیلئے بات چلی تھی۔ لیکن ہمارے ملک میں جتنے فرقے ہیں ہر ایک کی اپنی رائے ہے۔ اور اس وقت بھی یہ final نہیں ہوا کہ آدھوارہ گیا۔ میں کوئی مفتی نہیں ہوں۔ ہم اپنی وفاقی حکومت کو صوبائی حکومتوں کو اپنے تمام اداروں کو کیسے مجبور کر سکتے ہیں کیسے قانون بناسکتے ہیں کہ کسی کو سود دیں گے کسی سے لیں گے۔ معاملہ internationally جس طریقے سے چل رہا ہے۔ اسیں یہ تمام چیزیں involved ہیں۔ اور اُسکے لیئے قانون سازی اور قرارداد کی باتیں۔ یعنی ایک معنی میں یہ ایک اچھی قرارداد ہے واقعتاً ہم payment کے حوالے سے سود کیسا ہے کیسا نہیں ہے۔ لیکن ہمارے ساتھ جو ہو رہا ہے وہ تو ہمارے معاشرے میں داخل ہو چکا ہے لیکن payment نے کئی خاندانوں کو تباہ و بر باد کر دیا ہے۔ اب کس قانون کے تحت چیف سیکرٹری ڈی سی اوسے کہہ گا اور کس قانون کے تحت ڈی سی او جا کے وہاں اس کاروبار کو بند کر گیا۔ پہلے سے ایک قانون موجود ہونا چاہیئے۔ اور اس کی روشنی میں جا کے انکو منع کرنا چاہیئے۔ قانون ہمارا اتنا مضبوط ہو کہ ہم اُن پر ہاتھ ڈال سکیں۔ پنجاب والوں نے پہلے سے اسکو پاس کیا ہے خیر پختونخوا میں بھی شاید table ہونے والا ہے۔ سندھ والے بھی شاید کچھ کر رہے ہیں۔ تو دوست اسکو اس طریقے سے نہ لیں کہ آج یہ ایوان اسکو پاس کر لیگا لیکن آپکے پاس ایسا کوئی راستہ ہوتا کہ آپ اس پر implement کروں۔ سود کے معاملے پر میں حاضر ہوں جیسے دوست کہیں گے۔ مسلمان کی حیثیت سے ہم سب سود کے خلاف ہیں۔ قرارداد کی حد تک اگر ہم اس پر implement نہیں کروسا کے۔ تو میں اس میں مزید کچھ نہیں کہہ سکتا کہ پھر یہ کیسے ہو گا۔

**قائد حزب اختلاف:** اس ترمیم کے ساتھ کہ اسکا bill پاس کر لیں۔

**جناب اسٹاکر:** صوبائی حکومت قانون سازی کرے۔

**قائد حزب اختلاف:** جی ہاں اس طرح ہو۔ ترمیم آج دینا چاہیں گے یا 4 تاریخ کو تیاری کر کے؟ ترمیم، متفقہ قرارداد کی صوبائی حکومت قانون لائے جس میں ان چیزوں کا تدارک ہو سکے۔ جلدی میں غلطیاں ہوتی

ہیں آپ 4 تاریخ کیلئے تیاری کریں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** payment کے حوالے سے 4 تاریخ سے پہلے پہلے ہم Bill table کر دیں گے۔ اور سود کے حوالے سے پھر مولانا صاحب بتائیں گے کہ کس طریقے سے ہونا چاہیے۔ payment کیلئے قانون بنایا ہے۔ پنجاب نے بھی بنایا ہے۔

**قامد حزبِ اختلاف:** payment کے حوالے سے آپ نے تو already قانون پر کام شروع کر دیا ہے۔ لیکن آج اس قرارداد کے حوالے سے کہ اسکا بنیادی مقصد payment ہے۔ اسیں آج ہی اس ترمیم کے ساتھ اس قرارداد کو قانون سازی کیلئے پاس کیا جائے۔ کہ اس پر قانون سازی کی جائے اور already حکومت نے اس پر کام شروع کیا ہوا ہے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** ٹھیک ہے。 no objection  
**حاجی گل محمد خان وزیر:** جناب اسپیکر! میں نے payment کا لفظ لکھا ہے، آپ بیشک اسکو منگوالیں۔ لیکن اسیں یہ کاٹ دیا ہے۔ تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں نے فرض ادا کر دیا۔ آگے آپ لوگ اسکو پاس کریں۔  
**جناب اسپیکر:** ٹھیک ہے۔ اسکو درست کرائیں گے۔ ابھی آپ کرنا چاہتے ہیں تو آپسیں میں بیٹھ جائیں۔ زیارت وال صاحب اور مولانا عبدالواسع صاحب۔ جی زمرک صاحب! آپ بات کر لیں، پھر floor مصطفیٰ ترین صاحب کو دینا ہے۔

**انجیئر زمرک خان:** میں نے point of order پر آپ سے صرف دو منٹ لینے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** نہیں پھر صبر کریں۔ اس قرارداد کا کیا کریں زیارت وال صاحب! اس کا کیسا راستہ نکالیں؟

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** بنیادی طور پر جو payment کا معاملہ ہے اُس کیلئے قانون سازی کی ضرورت ہے۔ اور اسی سیشن میں ہم کوشش کریں گے کہ اس کو table کریں۔ دوستوں کے سامنے آجائیں۔ باقی جہاں تک سود کی بات ہے میں نے پہلے بھی آپ کے سامنے اسکو رکھا کہ کس طریقے سے ہم جا سکتے ہیں اور کتنا ممکن ہے۔

**جناب اسپیکر:** ہاں وہی payment with interest کا ہوتا ہے ناں payment with interest کو cover کریں گے۔ میں آجائیں گے اسی کو cover کریں گے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** مثلًا ایک لاکھ روپے میں آپ کو دیتا ہوں، آپ نفع کرتے ہیں یا نقصان۔ دو مہینے کے بعد ایک لاکھ بیس مانگتا ہوں، اور آپ اسکو قبول کرتے ہیں۔ یہ تو clear cut سود ہے

اسکو سود کہتے ہیں۔ باقی ایک آدمی آپ کو گاڑی دیتا ہے جس کی شکل میں پھر اسمیں فلاناں ڈالتا ہے۔ پھر فلاناں کرتا ہے۔ اور اُسکے جو کاغذات سامنے آئیں گے۔ قابل سزا جرم ہے۔ پویس اس میں cognizance لے سکتی ہے۔

**جناب اپیکر:** مولانا صاحب! یہ غیر سرکاری کارروائی کا دن ہے۔ اگر آپ اپنی قرارداد کو improve کرنا چاہتے ہیں تو اسکو تھوڑا موخر کر کے 4 تاریخ کو پیش کر دیں۔ اور سود کی شکل میں اس کے لئے وفاقی حکومت سے رجوع کریں گے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** باقی معاملات اگر اسمیں آجائتے ہیں۔ پھر کل کہیں گے کہ سود کے خلاف قرارداد پاس کی ہے، ابھی گورنمنٹ عمل نہیں کر رہی ہے۔

**جناب اپیکر:** ہاں وہ عیحدہ مسئلہ ہو جائیگا۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ وفاقی حکومت سے رجوع کریں۔ زیارت وال صاحب! ایک منٹ میں پڑھ کے سنادوں۔ کہ سود کے سلسلے میں وفاقی حکومت سے رجوع کریں۔

**جناب عبداللہ جان بابت:** نہیں قانون تو پھر سب پر لاگو ہو گا۔ ہر وہ چیز جو اپنے value سے زیادہ ہو جائے وہ سود میں آتا ہے۔ سود کی explanation کرنی چاہیے۔

**جناب اپیکر:** جی مولانا واسع صاحب۔

**قائد حزب اختلاف:** جو موجود صورتحال ہے، payment ہو یا جو بھی نام دیتے ہیں۔ اس کے لئے قانون سازی ہوا ویریکار و بار کسی بھی طریقے سے بند ہو۔

**جناب اپیکر:** دیکھیں دو کیفیتیں ہیں۔ نہیں، وفاقی حکومت کو تو بھجوادیتے ہیں۔ وفاقی حکومت کو یہ قرارداد چلی جائیگی۔ Private Members Day کی۔ لیکن آپ نے ایک commitment دی ہے۔ میں وضاحت کر دوں۔ کہ آپ پہلے سے یہ Bill اڑا رہے ہیں payment کے تدارک کیلئے کہ کاجوکار و بار ہے وہ غیر قانونی ہے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** yes۔ یہ لارہے ہیں۔

**جناب اپیکر:** Bill یہ لایں گے۔ اسکو آپ قانونی شکل دیں گے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** جی بالکل۔ yes

**جناب اپیکر:** مولانا صاحب! ذرا غور کریں۔ جو آپ کا Private Members Day یہ تو حکومت، وفاقی حکومت سے صوبائی حکومت رجوع کرتی ہے سود کے حوالے سے۔ کیونکہ overall system میں

آپ بات کریں۔ آپ بیٹھیں ناں۔

**سردار غلام مصطفیٰ خان ترین:** جناب اسپیکر صاحب! میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ میں اپنے آپ کو clear کرنا چاہتا ہوں۔ ایک ہے payment اور ایک ہے قسط۔ 80 لاکھ میں۔ ایک کروڑ میں۔ ڈھانی کروڑ میں لوگ گاڑیاں دیتے ہیں۔ بات یہاں clear ہونی چاہیے۔ اور کچھ ایسے ہیں۔ جیسے 30 ہزار کی موڑ سائیکل لے کر 60 ہزار میں دے دیتا ہے۔ ابھی یہ Bill جو حکومت لائیگی۔ جو قسط پر دیتا ہے، مثال کے طور پر ایک گاڑی کی قیمت 60 لاکھ ہے اور یہ دو کروڑ میں دیتا ہے۔ آیا یہ قسط والا بھی سود میں آتا ہے یا نہیں؟۔۔۔ (مداخلت)

**جناب عبداللہ جان بابت:** جس چیز میں مدت آگئی وہ سود ہے۔

**جناب اسپیکر:** ایسے کرتے ہیں۔ Bill کو آنے دیں وہ علیحدہ مسئلہ ہے۔ please مُفتی صاحب! آپ اس بحث میں ناپڑیں۔ نہیں جب حکومت ایک bill لاتی ہے۔ وہ پہلے اپنے لاءِ ڈیپارٹمنٹ کی جہاں سیکرٹری لاءِ اینڈ پارلیمانی افیئر زبیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ ہماری ساری debate sun رہے ہیں۔ وہ قوانین کے مطابق Bill لاتے ہیں۔ پہلے وہ کابینہ میں آتا ہے۔ پھر کابینہ clear کرتی ہے، پھر وہ قانونی شکل سے ہمیں صوبائی اسمبلی کو نوٹ دیتی ہے کہ ہم یہ Bill ایوان کے سامنے لارہے ہیں۔ اس پر ایوان بحث کرے۔ پھر تراجمیں بھی ہوتی ہیں۔ پھر وہ ایک Act بنتا ہے، وہ process کرنے لگے ہیں۔ پھر ایوان کے سامنے آیا گا اور Act بنے گا۔ تراجمیں بھی ڈالی جائیں گی۔ پھر وہ طے ہوگا۔ پھر اسکی ووٹنگ ہوتی ہے۔ جب Act بن گیا تو وہ قانون بن جاتا ہے۔ پھر آپ کا پولیس والا۔ مثال میں دے رہا ہوں اگر ایک آدھ payment تو مجھے بھی پکڑ کر کے اندر کر دیں گے اسے اجازت ہے۔ یہ اس طرح ہے۔

**قائد حزب اختلاف:** جناب اسپیکر! زیارت وال صاحب نے جو already اس پر کام کیا ہوا ہے۔ کابینہ میں آنے سے پہلے اگر اپوزیشن اور حکومت کی ایک مشترکہ کمیٹی بن جائے۔ تاکہ اسکا جائزہ لے لیا جائے۔ پھر کابینہ میں آجائے۔ اور اتفاق رائے سے پھر اسمبلی میں آ جاتا ہے۔

**جناب اسپیکر:** کیوں نہیں۔ پھر اسی میں تراجمیں کی ضرورت نہیں پڑیں گی۔ تو اسکو موخر کرتے ہیں for the time being. ابھی اسکو موخر کریں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** جب بھی بیٹھنا چاہیں۔ لاءِ ڈیپارٹمنٹ کو ہدایات کر دیتے ہیں جو Bill کی کاپی ہے وہ مولانا صاحب کو پہنچا دیتے ہیں۔ وہ بھی اس پر سوچیں پھر جب بھی میٹنگ رکھنا چاہیں، ہم بیٹھ کے اسی میں جو بھی تراجمیں کرتے ہیں وہ کریں گے۔

**جناب اپنیکر:** جی بالکل جب آپ متفقہ طور پر بیٹھیں گے، مشترکہ Bill آیا گا۔ تو اسیں تراجمم کی ضرورت کم سے کم پڑیں گی اور یہ آسانی ہو جائیں گی۔ اسیں ہم سب کے علاقوں کا فائدہ ہے۔ جی غلام دشمن صاحب۔

**میر غلام دشمن بادینی:** اکثر کاروبار payment پر کیا جاتا ہے۔ نوشی میں ہمارے کافی لوگ اس سے متاثر بلکہ تباہ ہو گئے ہیں۔ ٹوٹل معاشرے کا حصہ بن چکا ہے، اسکو payment کہیں یا سود کہیں۔ جیسے زیارت وال صاحب نے کہا کہ ہم اسکو قانونی شکل دے رہے ہیں۔ صرف اور صرف اس چیز کی میں وضاحت کرتا ہوں مشورے کیساتھ ہوں۔ اکثر جو کاروبار ہے وہ اسٹامپ پیپر پر کیا جاتا ہے۔ اس کو میرے خیال میں عدیہ بھی accept کرتی ہے اور زیادہ تر ہمارے لوگ باقاعدہ طور پر تحصیلدار اور نائب تحصیلدار سے جا کے bھی کروالیتے ہیں۔ جب یہ verify ہو جاتا ہے تو قانونی شکل اختیار کرتا ہے۔ کل کو اگر میں چیلنج attest کروں یا کوئی اور اس سے متاثر ہوا ہے، وہ چیلنج کرتا ہے تو میرے خیال میں عدالت میں ہمارے نجی صاحبان کے سامنے چلا جاتا ہے، تو وہاں وہ قانونی شکل میں پیش ہو جاتا ہے۔ ہم جتنی چیزیں چلا کیں میرے خیال میں اسٹامپ پیپر کی value زیادہ ہے۔ جب ہم زمین یا بگل خریدتے ہیں تو اسٹامپ پیپر کے ذریعے اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ تو یہ مشورے سے کیا جائے جیسے سردار تین صاحب نے کہا کہ میں خود tension میں ہوں میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ payment بھی سود کے زمرے میں آتا ہے۔ نوشی میں ایک ہندو ڈر کا مسلمان ہوا اُسکی دار ڈھنی اور موصیچیں بھی نہیں تھیں اُسکا نام سفع اللہ رکھا۔ شیع اللہ ولد مولوی نذر محمد قوم بادینی۔ اُس نے مختلف لوگوں سے قسطوں پر 55 لاکھ کی موڑ سائیکلیں خریدیں۔ مولوی نذر محمد کے تین بیٹے ہیں چوتھا بیٹا اس کو بنایا ہے مسلمان ہونے کے بعد وہ اسکے ساتھ رہنے لگا۔ آخر وہ اتنی tension میں تھا کہ میں اور مولوی فرید احمد صاحب جو ہماری جامع مسجد کے خطیب ہیں، ہم جا کے ان لوگوں سے request کی۔ کہ وہ 55 لاکھ روپے کے کہاں سے دے سکتا ہے۔ تو بہت میرٹ منتوں سے تب جا کے وہ 20 لاکھ پر آئے۔ مطلب interest گاتے گاتے لگاتے 55 لاکھ تک آئے تھے۔ موڑ سائیکل کی قیمت 80 ہزار تھی بس آخر ہم نے فیصلہ کیا کہ 80 ہزار ہی آپ لے لیں۔ 55 لاکھ کدر 20 لاکھ کدر۔ میں مولوی صاحبان کو داد دیتا ہوں اُنہوں نے زبردست قرارداد پیش کی ہے۔ وہ ہر گھرانے کی آواز اسی میں لائے میں ان کو بالکل داد دیتا ہوں۔ لیکن ایسی قانون سازی زیارت وال صاحب اور دوسرے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں ایسا قانون بنایا جائے جس میں ہمارے تحصیلدار اور نائب تحصیلدار attest کر لیتے ہیں۔ کل تو میرے خیال میں چیلنج بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ اسٹامپ پیپر وہ باقاعدہ طور پر کہتے ہیں کہ جی 100,50 والانہ ہو 200 والانہ میں لگایا جاتا ہے۔ تو وہ valueable رہتا ہے۔

کل کو وہ کسی عدالت میں چیلنج بھی نہیں ہوتا، تو ایسی قانون سازی کی جائے۔

**جناب اسپیکر:** آپ کا مقصد یہ ہے کہ ان سوالات کے جوابات بھی اُسمیں ہونے چاہئیں۔

**میر غلام دشمنر بادینی:** میں کہتا ہوں کہ اسٹا مپ پیپر اس کو باقاعدہ قانونی شکل دے گا۔

**جناب اسپیکر:** ہاں وہ قانون آج کل کے حالات کو دیکھ کے بنائیں گے۔ جی بالکل۔ thank you تو ہم اس طرف جا رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ صوبائی حکومت مستقبل قریب میں Bill متعارف کرائیں تو اسلامیہ یہ قرارداد اسی طرح نہ مٹاتے ہیں۔ لیکن رو لنگ یہ ہے کہ پورا House اس پر اپنا home work کر لے۔ اور اس طرح کی معاشی تباہی سے ہر لوچستانی کو بچایا جائے۔ زیارت وال صاحب، مولانا عبدالواسع صاحب، غلام دشمنر صاحب اور تمام دوست بیٹھے ہوئے ہیں please اس پر آپ home work کر لیں۔ اور اس طرح کے اچھے Bills ایوان میں لاائیں۔ جن سے ایوان کی عزت اور قدرو منزلت بھی نہیں اور آپ کے حلقوں میں بھی لوگوں کے مسئلے حل ہوں۔ لوگ اس میں پہنسے ہوئے ہیں۔ مصطفیٰ ترین صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے تھک گئے ہیں۔ لیکن یہ اسی طرح ہی ہوتا ہے اسٹبلی کے لمبے سیشن ہوتے ہیں۔

**سردار غلام مصطفیٰ خان ترین:** جناب اسپیکر! آپ کی مہربانی۔ پیشین میں جو بم دھماکہ ہوا تھا، اُسی پر بحث ہو رہی تھی۔ حقیقت میں پیشین میں زیادہ ہشتنگر دی ہو رہی ہے، اور روز بروز ہو رہی ہے۔ تو اس لحاظ سے ہمیں گلہ یہ ہے کہ ہمارے کچھ پولیس والے کوئی شفت کر دیئے گئے ہیں۔ ابھی کوئی کے بھی حالات خراب ہیں اُسمیں بھی کوئی شک نہیں لیکن یقیناً آپ جانئے جناب اسپیکر! رمضان شریف سے پہلے میں، ڈی سی اور لیاقت آغا نے میٹنگ کی۔ کہ رمضان شریف آرہا ہے تو اسکے لئے سیکورٹی تھوڑی سی سخت کرنی ہے۔ تو ہاں پولیس آفیسر جو بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس نفری نہیں ہے۔ بھائی! آپ کی نفری کہاں گئی؟ تو انہوں نے کہا کہ ”سارے کوئی شفت ہو گئے ہیں“۔ بھائی! جو کوئی شفت ہوئے تو اتنی نفری۔ یہاں تک انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک لیٹر بھی آئی جی صاحب کو لکھا ہے کہ بھائی ہماری نفری ہمیں واپس دی جائے ہمارے پاس اسٹاف نہیں ہے۔ اور آئی جی صاحب بجائے اسکے کہ وہ ہمیں اپنی نفری واپس کریں۔ انہوں نے نوٹس دیا کہ تم نے یہ لیٹر کیوں لکھا ہے۔ یہ پولیس والے ضلع پیشین کیلئے بھرتی ہوئے ہیں لیکن انہوں نے ضلع پیشین کو دشمنگر دوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر سارے یہاں شفت کر دیئے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مہربانی کر کے ان کو دوبارہ پیشین شفت کیا جائے۔ ابھی حالات اور خراب ہو نگے، یقیناً، یہ سب کو معلوم ہے۔ خدا کرے کہ جو بات چیت چل رہی ہے یہ کامیاب ہو جائیں۔ اور ہم لوگ اس لعنت سے نکل جائیں کیونکہ پورے پاکستان میں لوگوں کی زندگی عذاب بن گئی ہے۔

اسکے لئے کوئی راستہ نکال لیں۔ زیارت وال صاحب بیٹھے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب نہیں ہیں اُنکے نوٹس میں بھی لاتا ہوں کہ جو بندے وہاں مارے گئے ہیں وہ بہت غریب ہیں اُنکا حق انکو دیا جائے اور اچھا خاصاً دیا جائے ایسا نہیں کہ پچاس ہزار یا ایک لاکھ روپے دیا جائے۔ تو جناب والا! کوئی میں ان کو ہفتہ دس دن کیلئے بلا کیں ایسا نہیں ہے کہ آپ ان کو یہاں مہینوں رکھیں اور سارے پیشین کو ڈھنگر دوں کے حوالے کریں۔ شکر یہ۔

**جناب عبید اللہ جان بابت:** جناب اسپیکر! ہماری تو کوئی سنتا نہیں ہے۔ یپور و کریمی کو تو، پتا نہیں ڈاکٹر مالک صاحب نے کیسے free چھوڑا ہے۔ ایک دفعہ پہلے بھی میں نے کہا کہ ہمارے پولیس والے صوبے سے باہر بیٹھے ہیں اور مہینے کے تقریباً چھ ہزار روپے وہ اپنے آئی جی اور ڈی پی او اور دوسروں کو دیتے ہیں۔ میں یہ ثابت کر سکتا ہوں۔ نفری کو کوئی لایا گیا ہے اور آئی جی صاحب فون نہیں اٹھاتے ہیں۔ پتا نہیں یہ کیسا آئی جی ہے۔ اس آئی جی کی وجہ سے بد امنی کی حالت تو آپ کو معلوم ہے۔ آئے دن چوری، ڈاک زنی، انگوبراۓ تاداں یہ پولیس والے باقاعدہ اپنے افسروں کو monthly دیتے ہیں اور حکومت ہماری بدنام ہے۔ اصل میں گورنمنٹ کیا ہے ہم گورنمنٹ یہاں یا یپور و کریمی؟ اسپیکر صاحب! ہمیں حکومت نہیں مان رہے ہیں نہ ہوم ڈی پارٹمنٹ ہمیں حکومت مان رہا ہے نہ پولیس۔ ہم جتنی باتیں کرتے ہیں۔ جیسے میں نے پہلے کہا کہ بھی باقاعدہ یہاں پولیس والے monthly دیتے ہیں۔ ہمارے لوار الائی میں، جناب! یہ اتنا فائدہ مند کاروبار بن گیا ہے جیسے لیویز میں عوضی رکھتے تھے ابھی تو پولیس والے عوضی بھی نہیں رکھتے۔ میں نے آئی جی سے کہا کہ پولیس والے باقاعدہ ڈی پی او اور ڈی ایس پی کو monthly دے رہے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ آپ اُنکے نام دیدیں۔ ابھی ہم لوگوں کو اور کام نہیں ہے ہم لٹیں بنا کیں۔ اور اگر یہ لٹیں مانگیں تو ہم بالکل دیں گے۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہماری آڈھی سے زیادہ نفری اسوقت غیر حاضر ہیں۔ غیر حاضر تو نہیں کہہ سکتے رجسٹر میں تو حاضر ہیں۔ کیونکہ ان سے باقاعدہ وہ monthly لیتے ہیں۔ اور ہمارے لوگوں کو یہاں لایا گیا ہے جیسے سردار صاحب نے کہا کہ لوار الائی میں آئے دن موڑ سائیکلیں چوری ہوتی ہیں۔ انگوتو چھوڑو، خدا کرے کہ اُنکے اپنے بچے بھی انگو ہو جائیں پھر ان کو پتا چلیں۔ دوسروں کے بچوں کا انکو کوئی فکر نہیں ہے۔ دل بھی انکا نہیں دکھتا اور پوچھتے بھی نہیں ہیں کہ بھی! یہ کیا حالت ہے۔ یہ کیوں انگو ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر مناف صاحب کہاں سے انگو ہوئے؟ افسوس کی بات ہے آپ نے تو دیکھا ہے کہ نہیں آپ کو تو علاقہ بھی معلوم ہے۔ یہاں آئی جی ایف سی بیٹھا ہے دوسرا بیٹھا ہے۔ یہ میشاں والے کیا کرتے ہیں؟ اُنکا کام کیا ہے؟ میں اس floor پر قسمیہ کہتا ہوں کہ لوگوں کے انگو میں ہماری ایک بنسیز involve ہیں۔ ہماری حکومت کے پیچھے لوگ ملے ہوئے ہیں۔ جس دن سے ہماری حکومت آئی ہے۔

میں تو حیران ہوں۔ آپ نے کبھی ہوم سیکریٹری اور آئی جی کو شہر میں دیکھا ہے؟۔ آئی جی صاحب بالکل میرٹ رکھیں۔ جیسے سردار صاحب کے لوگ ہیں ایسے لورالائی کے لوگ ہیں۔ فوراً انکو تبدیل کریں۔ آئی جی صاحب بات نہیں سنتے ہیں۔ بس اُنکا قانون ہے۔ ہمارے لئے قانون، اُنکے لئے لاقانونیت۔ تو یہ آپ کے ذریعے سے آپ اُن سے کہہ دیں کہ ان لوگوں کو اپنے ڈسٹرکٹوں میں اپنی اپنی ڈیویٹیوں پر حاضر کریں۔ مہربانی۔

**جناب اسپیکر:** تھیں یو جی۔ صحیح تو کہہ رہے ہیں۔ جہاں کے لوکل ہیں وہاں ان کو service کرنی چاہیئے۔ کوئی میں اور بھی ہیں۔ جی زمرک خان صاحب!

**انجینئر زمرک خان:** حکومت کی تو میں بات نہیں کروں گا۔ بابت لالا نے حکومت کی کارکردگی پر بہت تفصیلی بات کی۔ اور بہت خوبصورت باتیں بھی کی ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم تو مسلمان ہیں۔ ہماری زندگی میں ایک دخوشیاں آتی ہیں عید کی صورت میں۔ پہلی خوشی عید الفطر کی جو روزوں کے انعام میں ملتی ہے جس میں ہم خوشی مناتے ہیں۔ دوسری عید الاضحیٰ کی، اس پر ہم اسلامی فریضہ ادا کرنے کیلئے قربانی کرتے ہیں۔ اور ہر مسلمان کو جو اسکی طاقت رکھتا ہو۔ لیکن غریب لوگ بھی جمع کرتے ہیں ”کہ جی! اپنی قربانی کریں گے“۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ اُس وقت پھر سملنگ زور پکڑتی ہے۔ یہاں سے بھیں اور بیل افغانستان لے جاتے ہیں۔ تو یہاں جانوروں کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ دس ہزار کا دُنہ بیس ہزار میں اور بیس ہزار کا چالیس ہزار میں۔ اور اسی طرح آٹا آپ دیکھ لیں، وہ بھی ایران اور افغانستان کے بارڈر جاتے ہیں۔ دو ہزار کی بوری چار ہزار تک پہنچتی ہے۔ تو میں آپ کے توسط سے اتنا کہوں گا، تھوڑی بہت اشاروں سے بات کرنی ہے۔ کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کو یہ ہدایت جاری کریں کہ جو پرمٹ لائیوسٹاک والے۔ یا فوڈ والے جو ڈیپارٹمنٹس ہیں۔ یا اسلام آباد سے ہوتے ہیں یا جدھر سے جاری ہوتے ہیں، اُن پر پابندی لگائی جائے۔ اور کمشنر اور سب کونٹریکشن ہو جائے ”کہ جی! کوئی سملنگ نہیں ہوگی“۔ یہاں سے بارڈر تک ایف سی کی جتنی چیک پوٹیں ہیں یا یو بیز کی۔ یہ قانون کو ہدایت جاری کی جائے ”کہ بھی! اس پر پابندی ہے“۔ کیونکہ جب پابندی ہوگی پھر یہ قیمتیں نیچے آئیں گی۔ اگر سملنگ شروع ہوگی تو غریب لوگ قربانی سے محروم ہو جائیں گے۔ تو آپ کے توسط سے، گورنمنٹ کو آپ خود اپنی طرف سے ہدایت جاری کریں۔ 18 دن رہ گئے ہیں ابھی سے ہر قسم کی سملنگ پر پابندی بند ہو یہ ہماری آپ سے request ہے۔ شکریہ

**جناب اسپیکر:** جی زیارت وال صاحب! دو چیزیں آپ کے سامنے آئی ہیں۔ ایک تو پولیس کا inter district مثال، لورالائی کے پولیس والے کو ادھر کوئی، بھی! ادھر جائیں لورالائی میں ڈیوٹی کریں، لاقانونیت بڑھ گئی

ہے۔ دوسری اگر ان دونوں میں آپ سملگنگ کیلئے بارڈر ایریا میں، پرانے زمانے میں زیارت وال صاحب! پی اے چانگی، اُس وقت چانگی ایک ہی ہوتا تھا۔ کوئی اور پیشین ڈسٹرکٹ میں دفعہ 144 لگادیتے تھے۔ تو یہاں سے مال نہیں جاسکتا تھا۔ سختی بھی کرتے تھے۔ وہ اگر ہو جائے بھی تو آپکے rates مناسب ہو جائیں گے۔ افغانستان میں تو مال مویشی بہت ہیں، وہ اپنا خود ہی کرتے ہیں۔ کچھ عرصے سے افغانستان کے مال مویشی ہماری طرف آرہے ہیں۔ تو وہ ہمارے علاقے تک بیچنے آتے ہیں۔ جی زیارت وال صاحب۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر) :** جناب اپنیکر! جیسے زمرک صاحب نے مال مویشی سملگنگ کے حوالے سے کہا۔ بارڈر پر ایف سی، فیڈرل فورسز موجود ہیں۔ ہمارا تو مطالبہ یہ ہے کہ تمام چینیں ختم کی جائیں۔ جہاں سے گزرتے، وہاں اُنکو check کیا جائے۔ مثال کے طور پر آپ تو بہ اچکزائی اور تو بہ کا کڑی سے مال مویشی کوئی لانا چاہتے ہیں تو یہ آپ کو منع کریں گے۔ تمباکو کی فصل آپ لانا چاہتے ہیں، تو آپ کو منع کرتے ہیں۔ کیوں؟ کیونکہ افغانستان سے آرہی ہے۔ اور اسی طریقے سے قلعہ عبداللہ پر، اگر بارڈر پر آپ مجھے پکڑیں گے۔ تو آپ دُرسٹ کہتے ہیں کہ یہ بارڈر پار سے ایک چیز آرہی ہے، جسکی ہمیں ضرورت نہیں یہ ہم نہیں لیں گے۔ اس کی ہم اجازت نہیں دیں گے۔ لیکن یہ ہے کہ پاکستان کے اندر، پیشین میں کسی چین پر، عبداللہ خان میں کسی چین پر، ہمارے اپنے لوگوں کو تنگ کرتے ہیں۔ اور ہم ان تمام چینوں کے مقابلے ہیں یہ نہیں ہونی چاہئیں۔ جو کچھ بھی ہے بارڈر پر ہونا چاہئے۔ جتنی سختی کرتے ہیں، جس طریقے سے چینگ کرتے ہیں، جس طریقے سے اُنکو منع کرتے ہیں، وہ کریں۔ اور جہاں تک مال مویشی کی بات ہے کہ وہ افغانستان سملگنگ ہوتے ہیں یا افغانستان سے یہاں آتے ہیں۔ یہ دونوں طرف سے، مجھے پتا نہیں کہ اسیمیں مہنگائی اور فلاںے کا غضرت کتنا شامل ہو جاتا ہے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو کچھ بھی ہے، وفاق کی یہ ذمہ داری ہے، اُسکی forces کی یہ ذمہ داری ہے۔ بارڈر زانے کا تھا میں ہیں۔ ہم نے ابھی تک اس سلسلے میں گورنمنٹ کے طور پر کسی بھی شخص کو راہداری جاری نہیں کی نہ ہم کر رہے ہیں۔ لیکن اگر کر رہے ہیں تو چمن کیلئے کر رہے ہیں کیونکہ اُنکو چینوں پر نہیں چھوڑ رہے۔ چمن کیلئے تو راہداری جاری کریں گے۔ آگے پھر بارڈر کی بات آ جاتی ہے۔ عبداللہ خان کیلئے کچھ چیزیں نہیں چھوڑ رہے پیشین کی طرف جاتے ہوئے کچھ چیزیں نہیں چھوڑ رہے۔ اس پر ہماری statement آئی تھی۔ لوڈرک پیشین جارہے ہوتے ہیں۔ اُنکو نہیں چھوڑتے اوپر نیچے کرواتے ہیں۔ اور وہاں لوڈنگ والے نہیں ملتے۔ دوبارہ ان چینوں کو اُس طریقے سے رکھنا برا مشکل ہوتا ہے۔ جیسے زمرک صاحب نے کہا کہ یہ تمام چیزیں بارڈر پر ہی control کی جائیں۔ ہمارے لوگوں کو مفت میں تنگ نہ کیا جائے۔ دوسری بات جیسے بابت صاحب نے پولیس کے حوالے سے کہا۔

کہ مختلف ضلعوں سے بلوچستان کے نام پر بلوچستان کا نشیبدی کے نام پر پولیس بھرتی ہوئی ہے۔ اور ہم چاہ رہے ہیں کہ جن اصلاح سے انکی بھرتی ہوئی تھی اُن کو اپنے اصلاح میں بھیجا جائے۔ اب انکا قانون کیا ہے وہ بھیج نہیں رہے ہیں۔ اور بعض اصلاح میں واقعًا law and order کی situation خراب ہے۔ اور وہاں انکی ضرورت بھی ہے۔ اور یہاں تک اسکی بات درست ہے۔ باقی باتیں کہ ایف سی کیا کر رہی ہے؟ آئی جی کیا کر رہا ہے؟ گورنمنٹ کیا کر رہی ہے؟ میں صرف ذمہ دار کی حیثیت سے اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ماضی کے مقابلے میں انہوں نے بہت کچھ کیا ہے، Zمرک خان سے پوچھیں۔ آج وہ روڈ کھلی ہے۔ وہاں سے لوگ، گروپ کپڑے گئے ہیں۔ اور بعض culprits مارے بھی گئے ہیں۔ اور اسی طریقے سے باقی جو ہماری highways میں۔ ان پر بھی ہم کوشش کر رہے ہیں کہ control کیا جائے۔ اُن میں بد منی کی جو صورتحال ہے، وہ ختم ہوا اور لوگوں کو تحفظ ملے۔ اب اسیں کس قسم کے لوگ ملوث ہیں۔ یہاں بیان کرنا نہ کرنا، کتنا مناسب ہے، کتنا نہیں، تو یہ چیزیں ہیں۔ یہ تمام چیزیں ہمارے سامنے ہیں گورنمنٹ کے نوٹس میں ہیں۔ اور وقت پر ان تمام چیزوں کی اصلاح ہم کرنا چاہتے ہیں۔ کر رہے ہیں۔ اور جو جو خرابیاں، جو جو خامیاں ہیں، وہ راتوں رات پیدا نہیں ہوئی ہیں۔ لیکن ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ان چیزوں کو ٹھیک کریں۔ یہ نہیں کر سکتے ہیں کہ یاار! پولیس کا محکمہ ہے اس کو ختم کر دیں۔ محکمے کو تو ختم نہیں کر سکتے۔ اور اسیں جو غلط لوگ ہیں، اُن کو کیسے روکیں؟ جو اُنکے دھندے ہیں اُنکو کیسے ختم کریں؟ سارے پولیس والے خراب بھی نہیں ہیں۔ ان میں اچھے لوگ بھی ہیں۔ اسی طرح سارے ایف سی والے بھی خراب نہیں ہیں۔ اسی معاشرے سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ شکایات گورنمنٹ کے طور پر ہمیں ایجنسیوں سے ہیں۔ لیکن کوشش کرتے ہیں کہ understanding سے اُنکی شکایات ختم کی جائیں۔ اور معاطلے کو smooth کیا جائے۔ اور اپنے عوام کیلئے کم از کم امن جیسی چیز ہو۔ تو اس حوالے سے یہ میری گزارشات تھیں۔ شکریہ

**جناب اسپیکر:** تمام دوستوں کے صبر اور حوصلے کا شکریہ۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 28 نومبر

2013ء بوقت گیارہ بجے صبح تک کیلئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 9 بجکدر 22 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

ختمنہ شُد

